ناظر بیت - دارالانوار
قادیان
Qadian

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

فاروق قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی ۱

شرح چندہ پیشگی
ہندوستان ۔ معاونین ۔ عام ۔ طلباء ۔ ششماہی
[illegible]
[illegible] نرخ اشتہارات [illegible]

تاریخہائے اشاعت ۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ر رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ر ستمبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۳۵

دارالامان کی خبریں

(۱) ہفتہ زیر اشاعت میں سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۱۷ر ستمبر کو ۴½ بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر لاہور تشریف لیگئے۔ مقامی امیر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ وامام الصلوٰۃ محترم مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا۔ خدا تعالےٰ بخیریت تمام واپس لائے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور بخار۔ متلی۔ سر درد اور اسہال کے باعث ناساز ہے۔ احباب سیدۃ النساء کی صحت کے لئے ضروری طور پر روزانہ دعائیں کر کے ثواب حاصل کریں۔

(۳) ۱۹ر ستمبر۔ جماعت احمدیہ کے چند معززین اور چار مقامی احراریوں پر حکومت کی طرف سے زیر دفعہ ۱۰۷ جو مقدمہ چلایا گیا تھا۔ وہ مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کی عدالت میں سماعت ہوا۔ مدعا علیہم نے جواب دعوے پیش کئے۔ عدالت نے ۲۳ر ستمبر فہرست گواہان پیش کرنے کے لئے مقرر کی۔ مستقل تاریخ بعد میں دی جائیگی۔

(۴) ۱۸ر ستمبر کو بروز اتوار بوقت ۸ بجے صبح کے مستری قادر بخش صاحب دہلوی جنہوں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ چند یوم بیمار رہ کر بعمر ۸۰ سال فوت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے پسماندگان

(بقیہ دیکھو صـ۱۱ کالم ۲ کے نیچے)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم ہدایات

۱۳ر ستمبر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجاہدین تحریک جدید کو مندرجہ ذیل بعض اہم ہدایات دی تھیں۔ حضور نے فرمایا:۔

ایک نہایت اہم امر یاد رکھنے کے لائق یہ ہے۔ اور میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ کہ محنت صرف اچھی صحت سے نہیں ہوتی۔ بلکہ بشاشتِ قلب سے ہوتی ہے۔ اپنی ذمہ واری کو اچھی طرح محسوس کرنا چاہیئے۔ عذرات "تلاش نہیں کرنے چاہئیں۔ کہ ان وجوہ کی بناء پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

صرف عام روزانہ معمول کے کام پر ہی اپنی توجہ کو مکتفی نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ترقی کرنے والی قوموں کی طرح اپنا ہر ایک قدم ترقی کی طرف بڑھانا چاہیئے۔ اور نئے نئے کام سوچنے چاہئیں۔ کیونکہ عام مقررہ کام کسی سلسلہ کی زندگی کو تو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کا قدم ترقی کے مینار کی طرف نہیں بڑھا سکتے۔

ہمیں ہر وقت یہ امر سوچنا چاہیئے۔ کہ کون کونسے کام اور ہیں۔ جنہیں ہم نے کرنا ہے۔ اس وقت مخالفین سلسلہ کیا کیا تدبیریں کر رہے ہیں۔ اور ہمیں ان کے دفاع کے طور پر کون کونسا اقدام کرنا چاہیئے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے میں نے وقفِ زندگی کی تحریک کی تھی۔

تحریک جدید سے ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ اس امر کی کوشش کی جائے۔ کہ روپیہ کے بغیر کام کیا جائے۔ یا حتی الوسع نہایت کم خرچ سے کام کو چلایا جائے۔ کئی نامور مالدار تاجروں نے نہایت معمولی پیمانے سے کام شروع کیا اور اسی سے بہت بڑی ترقی کی۔

جب تک ہم یہ نہیں سمجھ لیتے۔ کہ نتیجہ کے ذمہ وار ہم ہیں۔ اس وقت تک ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ دو مسائل کے غلط مفہوم نے مسلمانوں کو ترقی سے روک رکھا ہے۔

۱۔ اس مقولہ نے کہ کام کرنا انسان کا کام ہے۔ اور نتیجہ نکالنا اللہ تعالےٰ کا کام۔ بندے کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

۲۔ مسئلہ تقدیر کے غلط مفہوم نے کہ کسی چیز کا حاصل کرنا انسان کے اپنے بس کی بات نہیں۔

یہ دونوں باتیں اپنے صحیح مفہوم کے لحاظ سے بالکل درست ہیں۔ لیکن جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خارجیوں کی نسبت فرمایا تھا۔ کہ کلمة حکمة ارید به الباطل۔ اسی طرح ان کا مفہوم غلط لیا جاتا ہے۔ حالانکہ انسان کے لئے ضروری ہے۔ کہ سر توڑ کوشش کرنے کے بعد نتیجہ خدا کے سپرد کرے۔ مگر ایسا کوئی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

اسی طرح وقت کی قربانی بھی ایک اہم ترین چیز ہے۔ جس کا ایک نام Waste of Time ہے۔ دنیا اسے گناہ کہتی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ جب قربانی کے مقام پر کی جائے۔ تو اعلےٰ درجے کی قربانی ہے۔

ہندوستان میں جھوٹ بہت بولا جاتا ہے۔ بلکہ ایک طرح سے لوگ عادی ہو گئے ہیں۔ میری غرض مطالبۂ وقفِ زندگی سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ جھوٹ کو مٹایا جائے۔ اور خواہ کتنا چھوٹے سے چھوٹا ہو۔ اگر کسی شخص کے متعلق جھوٹ ثابت ہوا۔ تو اسے ہر ممکن سزا دی جائیگی۔ اس کا معاہدہ وقفِ زندگی توڑ دینے کے علاوہ جماعت میں بھی اعلان ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ دین کی خاطر کرے۔ یا کسی اور چیز کی خاطر۔ بلکہ دین کی خاطر جھوٹ بولنا تو سخت پاگل پن ہے۔ کیونکہ سلسلہ کا فائدہ جھوٹ سے وابستہ نہیں ہے۔ اسلام کی بنیاد قولوا قولاً سدیدا

(بقیہ دیکھو صـ۱۱ کالم ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

خدام الاحمدیہ کا شاندار اجتماع

دارالامان میں ۲۲ر اکتوبر ۳۸ء کو خدام الاحمدیہ کا شاندار اجتماع کیا جارہا ہے۔ جس میں تمام خدام کی شمولیت ضروری ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس خدام سے انشاء اللہ خطاب فرمائیں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے۔ کہ اس اجتماع میں تمام خدام شامل ہوں۔ توقع ہے۔ کہ اس تقریب کی اہمیت کے پیش نظر خود قادیان آنے اور دوسروں کو ہمراہ لانے کے لئے خدام ابھی سے سعی شروع کردیں گے۔

خاکسار خالد سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

کارکن کی ضرورت

دفتر بیت المال میں ایک ایسے محرر کی ضرورت ہے۔ جو اردو انگریزی میں بخوبی خط وکتابت کرسکتا ہو۔ ٹائپ بھی جانتا ہو۔ اور نیز حساب کتاب کا کام بھی کرسکتا ہو۔ تنخواہ تیس روپے ماہوار ہوگی۔ امیدواران اپنی درخواستیں پریذیڈنٹ یا امیر جماعت مقامی کی تصدیق کے ہمراہ دفتر ہذا میں بہت جلد بھجوادیں۔ درخواستوں میں عمر۔ تعلیم اور تجربہ کا ذکر ہونا چاہیئے۔

دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض اوقات احباب اس غرض سے رقوم چندہ رکھ چھوڑتے ہیں۔ کہ مزید فراہمی کرنے پر اکٹھی ارسال کردی جائیں گی۔ اس طریق سے روپیہ بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے مرکزی کاموں میں سخت حرج واقعہ ہوتا ہے اسلئے عہدہ داران مقامی کو بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ ہر ماہ کی بیس ۲۰ تاریخ سے پہلے ایسی تمام رقوم بلاتوقف مرکز میں بھجوادیا کریں۔ تاکہ ۲۰ر تاریخ تک پہنچ جائیں۔ اور امیر یا پریذیڈنٹ مقامی کا فرض ہوگا۔ کہ اس بات کی کڑی نگرانی رکھیں۔ کہ تمام جمع شدہ روپیہ قواعد کے مطابق امین یا محاسب کے پاس جمع رہے۔ اور بلاتوقف۔

شادی وشکرانہ فنڈ

صدر انجمن احمدیہ کی آمد کو بڑھانے کے لئے منجملہ اور تجاویز کے ایک یہ بھی تجویز مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء میں منظور ہوئی تھی۔ کہ خوشی کی تقاریب مثلاً نکاح وشادی کے موقعہ پر۔ کسی امتحان پاس کرنے پر۔ بچوں کی ولادت یا کسی اچھی ملازمت کے ملنے۔ ترقی تنخواہ وغیرہ کے مواقع پر ہر شخص تحدیث بالنعمت کے طور پر کچھ نہ کچھ رقم فی سبیل اللہ دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اسلئے ایسے مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عہدہ داران مقامی کو چاہیئے۔ شادی وشکرانہ فنڈ کے لئے احباب سے حسب حیثیت وصول کرکے رقم مرکز میں بھجوادیا کریں۔ (ناظر بیت المال)

فوری بھرتی

احمدی جماعتوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۸ء کو کمانڈنگ آفیسر صاحب 11/15 پنجاب رجمنٹ قادیان آرہے ہیں۔ بھرتی شام کے چار بجے ہوگی۔ تمام بھرتی ہونے والے جوان ۳۰ر ستمبر کی صبح کو پہنچ جائیں۔ شرائط بھرتی یہ ہیں:۔ (۱) عمر ۱۸ سال سے ۲۲ سال تک (۲) چھاتی ۳۳ انچ سے ۳۵ انچ تک (یعنی پھیلا کر ۳۵ انچ ہوجائے) (۳) وزن ایک من اٹھارہ سیر کے قریب۔ (۴) نظر درست اور عام صحت اچھی ہو (۵) قد ۵ فٹ ۷ انچ کے قریب۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے ترقی کا خاص موقعہ ہے۔ بھرتی ہونے میں قومی اور ملکی خدمت کے علاوہ آپ کا ذاتی مفاد بھی ہے۔ ضلع گورداسپور کی جماعتیں خاص توجہ کریں

(خاکسار مرزا شریف احمد)

ہدایت نامہ تعلیم وتربیت

نظارت تعلیم وتربیت نے ایک رسالہ موسومہ "ہدایت نامہ تعلیم وتربیت" جماعتہائے احمدیہ کے لئے بطور لائحہ عمل چھپوایا ہے۔ اس میں مختصراً جملہ امور تعلیم وتربیت سے متعلق آگئے ہیں۔ اور کارکنان تعلیم وتربیت کے لئے راہنمائی کا کام دیتا ہے۔ تمام جماعتوں اور دینیات کے اساتذہ کے پاس اس رسالہ کا ہونا ضروری ہے۔ نظارت ہذا اس اعلان کے ذریعے تمام جماعتوں کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ اعلان دیکھتے ہی حسب ضرورت منیجر صاحب بکڈپو تالیف تصنیف سے منگوالیں۔ اور سکرٹریان تعلیم وتربیت کے سپرد کرکے اس کے مطابق عمل شروع کرادیں۔ ایک رسالہ تین آنہ (مع محصولڈاک) میں روانہ کیا جائے گا۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ ہے۔ اور سفید ڈمی کاغذ پر چھپا ہے۔ اور ۲۷ صفحہ حجم ہے۔ ناظر تعلیم وتربیت

مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو ایک ضروری اطلاع

آج کل مدرسہ احمدیہ کے طلباء موسمی رخصتوں پر اپنے اپنے گھروں میں گئے ہوئے ہیں۔ یہ رخصتیں ختم ہوکر انشاء اللہ مدرسہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۳۸ء کو بروز ہفتہ کھلے گا میں تمام طلباء کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ قادیان میں مدرسہ کھلنے سے ایک دو دن قبل آجائیں۔ تاکہ مدرسہ کھلتے ہی وہ وقت مقررہ پر حاضر ہوسکیں۔ کیونکہ عین وقت پر چلنے سے بعض دفعہ گاڑی نہ ملنے یا بعض اور موانع کی وجہ سے طلباء وقت پر نہیں پہنچ سکتے۔ علاوہ ازیں بعض طلباء جامعہ احمدیہ کے طلباء کے ساتھ آتے ہیں۔ اور چونکہ جامعہ احمدیہ یکم اکتوبر ۳۸ء کو کھلے گا۔ اس طرح مدرسہ کے ایسے طلباء ایک ہفتہ کے بعد پہنچیں گے۔ اسلئے میں مدرسہ کے تمام طلباء کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ وہ اگر خواہ کوئی وجہ کیوں نہ ہو۔ مدرسہ میں ۲۴ر ستمبر ۳۸ء کو صبح ½۶ بجے نہ پہنچیں گے۔ وہ مستحق ہوں گے۔ کہ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی ساتویں چھٹی اور پانچویں جماعت کے طلباء کو موسمی رخصتوں سے قبل یہ آرڈر دیا جاچکا ہے۔ کہ مدرسہ کھلنے پر اگر وہ پہلے دن احمدیہ کور کی وردی میں حاضر نہ ہوئے۔ تو ان کی غیر حاضری تصور کی جائے گی۔ اسلئے میں اس اعلان کے ذریعہ ہر سہ جماعتوں کے طلباء سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ ۲۴ر ستمبر کو باوردی حاضر ہوں گے۔ ورنہ وہ غیر حاضر تصور کئے جاکر اس امر کے مستحق ہوں گے۔ کہ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

مجاہدین تحریک جدید کی مختصر تبلیغی رپورٹ

روما الکبریٰ (اٹلی)

مولوی محمد شریف صاحب ملک اپنے خط مورخہ ۲۲ ۸/۳۸ میں روما الکبریٰ سے تحریر فرماتے ہیں۔ (۱) "اس ہفتے میرے پڑوس کے دو عیسائی خاندانوں میں لڑائی شروع ہوئی۔ اور برابر دو گھنٹے تک وہ ایک دوسرے کو کوستے رہے۔ میں نے دونوں میں صلح کرائی۔ اور ان کی خواہش پر ان کو اسلام کی تعلیم سے واقف کیا۔"

(۲) "ایک اطالوی بیگم سگنورا ڈوچینی Signora Ducchini کو برادرم صادق صاحب میرے پاس لائے۔ اور اسے اسلام میں عورت کی حیثیت۔ مسئلہ طلاق۔ تعدد ازواج وغیرہ مسائل سمجھائے گئے۔"

سورابایا (جاوا)

ملک عزیز احمد صاحب مبلغ سورابایا ملک جاوا اپنے مکتوب مورخہ ۵ ۹/۳۸ میں ارشاد فرماتے ہیں: جاوا کے اس علاقے سورابایا میں نیشنلزم کا بہت احساس ہے۔ اسلئے عموماً یہاں کے اس خیال کے لوگ احمدیت کو (جو کہ ایک وسیع الخیال بین الاقوامی تحریک ہے) اپنی قومی ترقی کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ اعتقادی لحاظ سے یہاں بدھ مت اور فلسفہ کا بہت ہی زور ہے۔ چونکہ احمدیت قربانی اور کام کا مطالبہ کرتی ہے۔ اسلئے بھی لوگ اس کے نزدیک نہیں آتے۔ لیکن جب خدا کے فضل سے ان لوگوں میں احمدیت آگئی۔ تو یقیناً تمام جزائر انڈونیسیا میں احمدیت پھیل جائے گی۔ کیونکہ یہ لوگ بہت محنتی اور بہت وفادار لوگ ہیں۔

ہانگ کانگ (چین)

چودھری محمد اسحاق صاحب مبلغ ہانگ کانگ اپنے مکتوب مورخہ ۸ ۹/۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۸ء نمبر ۳۵

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ ستمبر ۳۸ء

قرآن کریم۔ احادیث اور بائیبل کی متفقہ شہادت کہ انبیاءؑ قتل ہو سکتے ہیں

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

"اس خطبہ کے بعد مولوی ابوالعطاء صاحب اور مولوی راجیکی صاحب دونوں کے خطوط ملے ہیں۔ جن میں انہوں نے اپنی برأت کی ہے۔ مَیں ان کی برأت کو تسلیم کرتا ہوں۔ میری ہرگز یہ غرض نہیں۔ کہ ان کی تنقیص ہو۔ میں ان کو مخلص اور سلسلہ کا خادم سمجھتا ہوں۔ میری غرض صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ صاف اور واضح ہو جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ان دوستوں کی بھی یہی خواہش ہوگی۔ ایسے امور میں تردید کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ اسکی کہ نادان لوگ دھوکا کھا کر ہنسی مذاق کریں۔ وہ جو ایسے امور میں ہنسی کرتا ہے۔ اسکی روحانیت مردہ ہے۔ اسکی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ تو بڑے خوف کا مقام ہے۔ خاکسار مرزا محمود احمدؓ"

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مَیں نے پچھلے خطبہ میں

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق بعض باتیں

کہی تھیں۔ اور مَیں نے اس بارہ میں "الفضل" کے عملہ پر بھی اظہار ناپسندیدگی کیا تھا۔ کہ انہوں نے کیوں ایک ایسی بات بغیر پوچھنے اور بغیر مشورہ لینے کے شائع کر دی۔ جس کے متعلق خود ان کے اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ جات بالتفصیل چھپ چکے تھے۔ ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے اسکی ایک معذرت کی ہے۔ وہ تو میرے نزدیک درست نہیں۔ مگر اس نے معذرت میں سے

ایک اور شاخسانہ

پیدا کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے تو یہ دوسرا مضمون شائع کیا ہے۔ اس سے پہلے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا مضمون آیا تھا۔ جو ہم نے شائع نہیں کیا۔ اسے تو مَیں نہیں سمجھ سکا۔ کہ اگر ایک کی بجائے دو مضمون آجائیں۔ تو انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر بہر حال ایڈیٹر صاحب نے وہ مضمون مجھے بھیجدیا ہے۔ اور اسے پڑھنے کے بعد مَیں اس امر کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کہ اس کے متعلق بھی بعض باتیں کہہ دوں گو وہ مضمون شائع نہیں ہوا۔ مگر چونکہ شائع ہونے کے لئے آیا تھا۔ اسلئے اسے شائع شدہ سمجھنا چاہیئے۔ انبیاء کی جماعتوں کے لئے

روحانیت کا معیار

بلند رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ساری ہی دنیا انبیاء کی جماعتوں پر پھٹکار ڈالتی ہے اگر ان کے مخالفوں کی زبان میں تاثیر ہو۔ اگر ان کی لعنتیں کوئی اثر کر سکتی ہوں۔ تو شاید ان کا نام ونشان بھی مٹ جائے۔ ہر طرف سے ان پر لعنت و پھٹکار پڑتی ہے۔ اور ایک ہی چیز ان کے لئے موجب تسکین وتسلی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چل رہے ہوتے ہیں۔ باپ بیٹے پر لعنت کرتا ہے۔ بھائی بھائی پر۔ بیوی خاوند پر۔ اور خاوند بیوی پر۔ دوست دوست پر۔ غرض اس قدر گالیاں ان کو دی جاتی ہیں۔ اس قدر بد دعائیں ان کے لئے کی جاتی ہیں۔ اس قدر بُرا کہا جاتا ہے اور ان کو اس قدر حقیر سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگر انسانوں کی زبانوں میں تاثیر ہوتی۔ تو وہ جل کر راکھ ہو جاتے۔ مگر ان کا

اللہ تعالیٰ پر توکّل

ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر بھائی گیا ہے۔ تو جائے۔ بیوی گئی تو جائے۔ ماں باپ گئے۔ تو جائیں۔ دوست جاتے ہیں۔ تو جائیں۔ ایک ہی چیز ان کے پاس ہوتی ہے۔ اور وہ ان کا خدا ہوتا ہے۔

پس اگر ہم روحانیت کو پورے طور پر اور ایسے طور پر نہ پکڑیں۔ جیسے انسان ڈوبتے وقت کسی سہارے کو پکڑتا ہے۔ اور کسی صورت میں اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو پھر ہماری بدبختی کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ اور ہماری مثال وہی ہوگی۔ کہ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ہم چونکہ

اللہ تعالیٰ کے مامور

کی جماعت ہیں۔ اور یہ سب باتیں ہم نے دیکھی اور دیکھ رہے ہیں۔ سُنی اور سُن رہے ہیں۔ محسوس کی ہیں۔ اور محسوس کر رہے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ پر ہمارا توکل نہ ہوتا۔ تو جس قسم کا گند ہمارے خلاف اچھالا جا رہا ہے۔ اس کا سوواں حصہ بھی اگر کسی ایسے شخص کے متعلق اچھالا جائے۔ جس کا توکل اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔ تو وہ مر جائے۔ اور اگر نہ مرے۔ تو جنگلوں اور غاروں میں چلا جائے۔ تا کسی کو منہ نہ دکھا سکے۔ اور محض اللہ تعالیٰ پر توکل ہی ہے۔ جو ہمیں دنیا کو منہ دکھانے کی طاقت دیتا ہے۔ اور اسی کی آواز ہمارے کانوں میں آتی۔ اور کہتی ہے۔ کہ تم یہ گالیاں میری خاطر سنتے ہو۔ پس

سُنو اور برداشت کرو

اور صبر کرو۔ ورنہ جو کچھ ہمیں کہا جاتا ہے۔ اسے کوئی چوہڑا اور ساںسی بھی برداشت نہیں کر سکتا یہ تو نہیں کہ ہمارے دل نہیں ہیں۔ ہمارے بھی دل ہیں۔ ہمارے بھی جذبات ہیں۔ ہم بھی غیرتیں رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اندر بھی شرم وحیا کا مادہ ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ میں بھی یہ باتیں تھیں۔ اور آپ سے پہلے انبیاء اور ان کی جماعتوں میں بھی۔ مگر وہ سنتے تھے۔ اور چپ رہتے تھے۔ کیونکہ سمجھتے تھے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ہے اور یہی چیز ہے۔ جو ان کو خدا تعالیٰ کے حضور محبوب اور پیارا بنا دیتی ہے۔ اور جو مرنے کے بعد ان کے کام آئے گی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت دیکھیں گے۔ کہ جسے دیکھ کر ان کو گالیاں دینے والے اگلے جہان میں کٹ کٹ کر مریں گے۔ جب خدا تعالیٰ ان کو پیار کرے گا۔ جب وہ محبت کے تمام ظہور ان کے لئے ظاہر کرے گا۔ تو ان کو گالیاں دینے والے کہیں گے۔ کہ کاش دنیا کی بیسیوں سالوں کی خوشیاں نہ ہوتیں۔ اور اس جہان کی ایک منٹ کی خوشی حاصل ہو جاتی۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کے مومن یہ ساری باتیں برداشت کرتے ہیں۔ ورنہ اور کیا چیز ان کی ڈھارس بندھاتی ہے۔ پس اس ایک ہی چیز کو سنبھالنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ہمارے

سب کاموں کی بنیاد تقویٰ اللہ پر ہونی چاہیئے

اور ہمارے تعلقات بھی خدا تعالیٰ کے لئے ہونے چاہئیں۔ کسی سے دوستی یا دشمنی کے لئے نہیں۔

مجھے یہ مضمون دیکھ کر نہایت تعجب ہوا۔ اور مَیں نے چاہا۔ کہ دوستوں کو پھر ایک دفعہ نصیحت کروں۔ کہ اپنے معاملات اور تعلقات کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رکھا کرو۔ اور ان کی بنیاد کسی قسم کی نفرت یا محبت پر نہ رکھو۔ میں نے اپنے بعض گذشتہ خطبات میں ہی بیان کیا ہے کہ بعض لوگ کسی سے محبت یا نفرت کی وجہ سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ وہ کسی سچی بات کو نفرت کی وجہ سے قبول نہیں کرتے۔ اور دوست کی جھوٹی بات کو بھی سچ سمجھ لیتے ہیں۔

مولوی غلام رسول صاحب

نے یہ مضمون اخبار میں اشاعت کے لئے بھیجا ہے اور گو وہ شائع نہیں ہوا۔ مگر وہ اس کی اشاعت کی اجازت دے چکے ہیں۔ بلکہ وہ خوش ہوتے اگر یہ شائع ہو جاتا۔ اس لئے اسے شائع شدہ سمجھ کر اس کے متعلق بعض باتیں کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

" پاک نیت کے ساتھ اپنے اپنے معلومات کے دائرہ کے اندر صداقت کی تائید میں قلم کو جنبش دینا خواہ حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے مضمون کی نوعیت صداقت سے مختلف نظر آئے۔ پھر بھی موجب ثواب ہے۔ ہاں بعد انکشاف حقیقت و اتمام حجت ضد کے ساتھ قبول حق سے اعراض اختیار کرنا سخت عیب اور غیر مناسب ہے۔ ہمیں تعلیم احمدیت کی بناء پر باوجود دونوں فاضلوں کے اختلاف مضمون کے دونوں کے متعلق حسن ظن ہے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مضمون اور طرح کے نظریہ کے لحاظ سے لکھا گیا ہے۔ اور مولانا مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کا مضمون اور طرح کے نظریہ کے لحاظ سے۔ مولانا محمدؐ اسماعیل صاحب کا مضمون اس لحاظ سے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ حوالجات سے مولوی ابوالعطاء صاحب کا مضمون مخالف جہت پر محسوس ہوتا ہے۔ تردید میں لکھنا جماعت احمدیہ کے لئے ایک قابل قدر امر ہے۔ بشرطیکہ علم تنقید صحیح حاصل ہو۔ اور اگر مولانا محمدؐ اسماعیل صاحب کا یہ قابل قدر طرز عمل پر مخالف مضمون کے مقابل جو سیدنا حضرت اقدسؑ کے حوالجات سے مخالف جہت پر بصورت تعارض و تخالف پایا جاتا ہو۔ بغرض تنبیہ مضمون نگار کو متنبہ اور جماعت کے افراد کو علمی مفاد کے لحاظ سے مستفید فرماتے رہا کریں۔ تو یہ بھی ایک فائدہ بخش خدمت ہے۔ گو اس کے متعلق یہ خطرہ بھی محسوس ہوتا ہے۔ کہ افرادِ جماعت کی خداداد علمی طاقتیں بجائے اس کے کہ مخالفین کے محاذ میں صرف کی جائیں۔ خانہ جنگی کے طور پر اپنے ہی نقصان کا موجب نہ بن جائیں لیکن کئی احباب نے مجھ سے ذکر کیا۔ اور تعجب کرتے ہوئے ذکر کیا۔ کہ حضرت ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب کا مضمون جو یکم جون کے "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں یونس علیہ السلام کے متعلق جو کچھ مچھلی کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں داخل نہیں کئے گئے تھے۔ اور نہ وہ مچھلی کے پیٹ کے اندر رہے۔ یہ نہ صرف قرآن کریم کی نص صریح للبث فی بطنہٖ کے ہی خلاف ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں جس قدر بھی حوالے پائے جاتے ہیں۔ سب کے خلاف ہے۔ اور کسی ایک حوالہ سے بھی حضرت ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ بات کی تصدیق نہیں ہوتی۔ اور مولانا محمدؐ اسمٰعیل صاحب جنہوں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ حوالجات کے خلاف پا کر فوراً تردید میں مضمون لکھ دیا۔ کیوں انہوں نے حضرت ڈاکٹر صاحب کے مضمون کی تردید میں حضرت اقدس کے حوالجات پیش نہیں کئے۔ اور کیوں خاموشی اختیار کر لی۔ میں نے یہی عرض کیا۔ کہ ممکن ہے۔ کہ ممکن ہے مولانا صاحب حضرت ڈاکٹر صاحب کے خلاف حضرت اقدس کی تحریروں سے حوالجات نکالنے کے لئے کوشش کر رہے ہوں۔ اور پھر حسب دستور ان حوالجات کو بھی "الفضل" کی کسی اشاعت میں شائع کرا دیں۔ ہاں بعض حوالجات جو یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ کے اندر داخل ہونے کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" اور کتاب "رازِ حقیقت" "کشف الغطاء" "نور القرآن حصہ ۲" وغیرہ سے مل سکتے ہیں۔ اور "حقیقۃ الوحی" کے تتمہ کے صفحہ ۳۱ پر حضور اقدس فرماتے ہیں۔

"قوم کی تضرع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی۔ جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلا پیش آیا۔ اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا۔ اس لئے خدا نے اسکو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔"

ایسا ہی بہت سی کتب مسیح موعود علیہ السلام میں اس طرح کا حوالہ مل سکتا ہے۔ کہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں داخل کئے گئے تھے۔ اور پھر مسیح علیہ السلام کا زندہ قبر میں داخل ہونا۔ اور زندہ تین دن تک رہنا اور زندہ نکلنا یونسؑ کے واقعۂ حوت کی مماثلت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور جنین کا رحم مادر میں زندہ رکھنا اور ہزارہا جراثیم کا دوسری ہستیوں میں زندگی کے ساتھ قائم رکھنا جس خدا کا قانون ہے اس کا کسی مناسب مچھلی کے پیٹ میں یونسؑ کو زندہ رکھنا۔ خواہ وہ غشی کی حالت میں ہی ہو۔ تصرفات قدرت سے مستبعد نہیں!

گو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے آگے چل کر مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کے مضمون کی تردید میں بعض حوالے درج کئے ہیں۔ اور اپنے درجہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے الفاظ بھی بہت احتیاط سے استعمال کئے ہیں۔ مگر جیسا کہ ہر پڑھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ ان کے مضمون میں اس قسم کا اشارہ ضرور ہے۔ کہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب کے مضمون کی تردید کیوں نہیں کی۔ جو مضمون میر صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ اگر اسی طرز پر ہے۔ تو

یقیناً غلط ہے

کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متواتر احکام اور ارشادات کے خلاف ہے اور اس وجہ سے اسکی غلطی واضح ہے۔ مگر مولوی صاحب کے اس مضمون میں سے جس چیز نے مجھ پر اثر کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ کسی شخص کے متعلق یہ اعتراض کرنا کہ اس نے فلاں مضمون کا جواب دیا۔ اور فلاں کا نہیں دیا۔ چاہے اسی رنگ میں کہہ دیا ہو۔ کہ حوالے نکال رہے ہوں گے۔ یہ طریق صحیح نہیں۔ کیا یہ فرض ہے۔ کہ ہر ایسے مضمون کا جواب

مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب

ہی دیا کریں۔ کیا یہ بھی کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ مولوی راجیکی صاحب کے مضمون میں اس بات کا واضح اشارہ ہے۔ کہ میر صاحب کے مضمون کا جواب کسی اور وجہ سے نہیں دیا گیا۔ حالانکہ یہ بات تقوے اللہ اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔ جو اعتراض مولوی راجیکی صاحب نے اپنے مضمون میں مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب پر کیا ہے۔ وہ خود ان پر بھی پڑتا ہے۔ انہوں نے مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تردید کرنے والے ایک مضمون کا جواب دیا ہے۔ دوسرے کا کیوں نہیں دیا۔ لیکن یہی اعتراض مولوی راجیکی صاحب پر پڑتا ہے۔ بلکہ زیادہ سخت صورت میں پڑتا ہے کہ انہوں نے اس مضمون کا جواب تو دیا۔ جو مولوی ابوالعطاء صاحب کی تردید میں لکھا گیا تھا۔ لیکن اس کا کیوں نہ دیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو رد کرنے والا تھا۔ جب میر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تردید کی۔ تو وہ منتظر رہے۔ کہ کوئی اور ان کا رد کرے۔ لیکن جب مولوی ابوالعطاء صاحب کی تردید ہوئی۔ تو انہوں نے فوراً اس کے رد میں مضمون لکھنا ضروری سمجھا۔ پھر میں نے تو میر صاحب کا یہ مضمون نہیں پڑھا۔ اگر پڑھتا۔ تو یقیناً اس کا رد کرا دیتا۔ اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے بھی وہ نہ پڑھا ہو۔ مگر مولوی راجیکی صاحب خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے دونوں مضمون پڑھے ہیں۔ لیکن چونکہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے کہیں بیان نہیں کیا۔ کہ انہوں نے ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب کا مضمون پڑھا ہے۔ اسلئے یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ شاید مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے میر صاحب کا مضمون نہ پڑھا ہو۔ یہ کوئی ضروری تو نہیں۔ کہ آدمی "الفضل" میں جو کچھ چھپا ہو۔ سارے کا سارا پڑھے۔ میں نے میر صاحب کے کئی مضمون پڑھے ہیں۔ مگر یہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اسی طرح مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے مضامین چھپتے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض میں نے پڑھے ہیں۔ بعض نہیں پڑھے۔ جس دن

زیادہ فرصت

ہو۔ سارا اخبار پڑھ لیتا ہوں۔ جس دن کم ہو۔ اسدن ضروری ضروری حصے پڑھ لیتا ہوں۔ اور باقی عنوان دیکھ لیتا ہوں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی کرتے ہوں گے۔

پس یہ کہاں سے ثابت ہو گیا۔ کہ میر صاحب کا مضمون مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے بھی ضرور پڑھا ہو گا۔ لیکن وہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس کا جواب کیوں نہ دیا۔ مگر خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پڑھا۔ اور پھر اس کا رد نہیں کیا۔ اس کا جواب دینا جیسا مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کا فرض تھا۔ ویسا ہی مولوی راجیکی صاحب کا بھی تھا۔ لیکن انہوں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے رد کا جواب تو جھٹ دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رد کا نہیں دیا۔

پس ان پر یہ

شدید اعتراض

پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے لئے تو غیرت دکھائی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اسکی ضرورت نہ سمجھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ کہ کہیں ہمارے

علماء میں پارٹی بازی کا رنگ

تو نہیں پیدا ہو رہا۔ خدا نہ کرے۔ کہ ایسا ہو۔ لیکن اگر سلسلہ میں کسی قسم کی بھی کوئی پارٹی بازی کی روح پیدا ہوئی۔ تو انشاء اللہ اللہ تعالٰے کی ہی توفیق سے میں اپنی زندگی میں اسکو کبھی برداشت نہیں کرونگا۔

مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب اور مولوی راجیکی صاحب صحابہؓ میں سے اور مولوی ابوالعطاء صاحب تابعین میں سے چوٹی کے علماء ہیں۔ اور انہوں نے سلسلہ کی مشکلات کے وقت میں میری اعانت بھی کی ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ سلسلہ کے کام کرتے رہے ہیں۔ جن کے لئے میں جزاکم اللہ کہتا ہوں۔ اور میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود اگر خدانخواستہ کوئی ایسی صورت ہو تو میں قطعاً اس طرف راغب نہیں ہوں۔ کہ ان کی اس قسم کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ صاف بات ہے۔ کہ ایک مضمون میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی تردید

کی گئی۔ مولوی راجیکی صاحب نے اس مضمون کو پڑھا۔ ان کا فرض تھا۔ کہ اس کا جواب دیتے۔ مگر انہوں نے نہ دیا۔ مجھے ان کے اس قول پر تعجب ہے۔ کہ لوگ ان کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ میر صاحب کے مضمون کا جواب مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کیوں نہیں دیتے۔ ان لوگوں نے مولوی صاحب سے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ مولانا آپ اس مضمون کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہیں یہ کیونکر خیال پیدا ہوا۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ مولوی راجیکی صاحب کے پاس جاکر یہ شکایت کریں۔ کہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کیوں جواب نہیں دیتے۔ جبکہ ایک عالم ان کے سامنے تھا۔ جسے اس مضمون کا علم بھی تھا۔ پھر بھی اس نے جواب نہیں دیا۔ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب تو ممکن ہے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون کا بھی جواب نہ دیتے۔ اس کا محرک تو یہ امر ہے۔ کہ جب یہ مضمون نکلا ہے۔ تو میں نے مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کو لکھا۔ یا زبانی کہا۔ کہ زبانی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے خلاف سُنا ہُوا ہے۔ اور کتابوں میں بھی اس کے خلاف پڑھا ہے۔ لیکن حوالے مجھے یاد نہیں۔ آپ کو مشق ہے۔ آپ قتل یحییٰؑ کے بارہ میں مجھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے

بھجوا دیں۔ چنانچہ انہوں نے حوالے نکال کر مجھے بھیج دیئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ جب مولوی صاحب نے حوالے نکالے۔ تو ساتھ ہی انہیں یہ خیال بھی آگیا۔ کہ لوگوں کے فائدہ کے لئے انہیں شائع بھی کرا دوں۔ تو مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون کی اصلاح کے لئے جو مضمون لکھا۔ کسی مخالفت کی وجہ سے نہیں لکھا۔ بلکہ میرا حوالے طلب کرنا اس کا موجب ہوگیا۔ اور نہ انہوں نے یہ مضمون اسلئے لکھا۔ کہ ان کا یہ خیال تھا۔ یا جماعت کا یہ خیال تھا۔ کہ سب مضمونوں کا رد کرنا انہی کا کام ہے۔ لیکن مولوی راجیکی صاحب کے مضمون میں اس قسم کا

مخفی اشارہ

پایا جاتا ہے۔ کہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کو چونکہ مولوی ابوالعطاء صاحب سے کینہ تھا۔ اس لئے ان کا رد کیا۔ اور میر صاحب سے چونکہ دوستی تھی۔ اسلئے ان کی تردید نہ کی۔ اور اگر مولوی صاحب سے غلطی سے ایسا نہیں لکھا گیا۔ تو یہ صریح ظلم ہے۔ (مولوی راجیکی صاحب کا خط آیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ انہیں مولوی صاحب سے کوئی رنج نہیں۔ اور انہوں نے بالارادہ ایسی بات کوئی نہیں لکھی۔ اور ان کے عذر کو میں تسلیم کرتا ہوں) میرا تو خیال ہے۔ کہ میں اگر ان کو حوالے نکالنے کو نہ کہتا تو ممکن ہے۔ اس مضمون کا بھی انہیں پتہ نہ لگتا۔ اور وہ جواب نہ دیتے۔ یا شاید سمجھ لیتے۔ کہ کوئی اور اس کا جواب دے دیگا۔ دراصل

نیکی کے مختلف مواقع

ہوتے ہیں۔ جو مختلف لوگوں کو مل جاتے ہیں۔ ہر نیکی حضرت ابوبکرؓ نے ہی نہیں کی۔ بلکہ بعض حضرت عمرؓ نے کیں۔ پھر بعض کا موقعہ حضرت عمرؓ کو نہیں ملا۔ اور وہ حضرت عثمانؓ نے کیں۔ پھر بعض کا حضرت عثمانؓ کو نہیں حضرت علیؓ کو موقعہ ملا۔ بعض حضرت طلحہؓ نے کیں۔ بعض حضرت زبیرؓ نے کیں۔ تو نیکی کے مواقع ہوتے ہیں۔ اور اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی کو تحریک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کوئی مضمون کسی کو سُوجھ جاتا ہے۔ اور کسی کی تحریک کسی اور کو ہو جاتی ہے۔ کہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر

نیکی کی تحریک

ایک ہی انسان کو ہو۔ اور ہر مضمون لکھنے کا خیال ایک ہی شخص کو آئے۔ یہ انسانی فطرت ہے۔ کہ کبھی کسی کو خیال آجاتا ہے۔ اور کبھی کسی کو۔ ہم روز دیکھتے ہیں۔ کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک کام کہتے ہیں۔ اور زید خیال کر لیتا ہے۔ کہ بکر کرے گا۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ عمر کر دے گا۔ اور کبھی کوئی کر دیتا ہے۔ اور کبھی کوئی۔ اور اس بات کو کسی کی نیت سے وابستہ کر دینا نہایت ہی خطرناک امر ہے۔ اگر ہر نیکی کے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ کو ہی خیال آتا۔ تو باقی سب صحابہ خالی ہاتھ اللہ تعالےٰ کے حضور جاتے۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو نیکیوں کے بہت سے مواقع عطا کئے۔ مگر بعض دفعہ حضرت عمرؓ کو بھی دیئے۔ اور بعض مواقع پر حضرت عمرؓ کو ایسی سُوجھی۔ جو حضرت ابوبکرؓ کو یا کسی اور صحابی کو نہ سُوجھی۔ پس اگر ہر نیکی کا خیال حضرت ابوبکرؓ کو ہی آجاتا۔ تو حضرت عمرؓ کہاں جاتے۔ اور اگر انہیں ہی خیال آتا۔ تو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کہاں جاتے۔ پس یہ بات

انسانی فطرت

میں ہے۔ کہ مختلف مواقع پر مختلف تحریکات دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح مضامین کا حال ہے۔ کوئی مضمون کسی کے خیال میں آجاتا ہے۔ اور کوئی کسی کے خیال میں۔ "الفضل" کو پڑھو۔ بعض دفعہ بچے ایسے مضمون لکھتے ہیں۔ کہ جو نہ علماء کے خیال میں آتے ہیں۔ اور نہ میرے خیال میں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اسکی تحریک نہیں۔ اور ایک بچے کو کر دیتا ہے۔ کیونکہ اسے ثواب دینا ہوتا ہے۔ پس یہ خیال کرنا کہ ایک ہی شخص کا فرض ہے۔ کہ جواب دے۔ بالکل عقل کے خلاف ہے۔ یہ

اللہ تعالےٰ کی دین

ہے۔ کبھی وہ کسی کو تحریک کر کے موقعہ عطا کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے نکل کر مدینہ کو آئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ کو موقعہ ملا۔ اور وہ ساتھ رہے۔ اور ہر رنگ میں خدمت کا ثواب حاصل کیا۔ لیکن

اُحد کی جنگ

میں جب چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ طلحہؓ کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ کہ اپنا سینہ آگے کر دیا۔ جب چاروں طرف سے شور کی آواز سنکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھنا چاہتے۔ کہ کیا ہے۔ تو حضرت طلحہ عرض کرتے۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ اِدھر اُدھر نہ دیکھیں۔ ایسا نہ ہو۔ کوئی تیر لگ جائے۔ میں سامنے کھڑا ہوں۔ اب کوئی کہے۔ کہ اُحد کے دن حضرت ابوبکرؓ کیوں آگے کھڑے نہ ہوئے۔ دراصل مکہ سے ساتھ آنے میں بھی ان کی بدنیتی تھی۔ تو یہ درست نہ ہوگا۔ بے شک احد کے دن حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالےٰ نے موقعہ نہیں دیا۔ مگر اس میں حضرت ابوبکرؓ کا کوئی نقص نہیں۔ حضرت طلحہؓ بھی تو اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ تھا۔ اور اسے بھی اللہ تعالےٰ نے کوئی فخر کی بات عطا کرنی تھی۔ پس یہ موقعہ بھی اگر حضرت ابوبکرؓ کو ہی مل جاتا۔ تو حضرت طلحہؓ کیا کہتے۔ پھر

خیبر کے دن

حضرت علیؓ کو موقعہ ملا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ آج میں اسے موقعہ دوں گا۔ جو خدا سے محبت کرتا ہے۔ اور جس سے خدا تعالےٰ محبت کرتا ہے۔ اور تلوار اس کے سپرد کروں گا۔ جسے خدا تعالےٰ نے فضیلت دی ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں اس مجلس میں موجود تھا۔ اور اپنا سر اونچا کرتا تھا۔ کہ شاید رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے دیکھ لیں۔ اور مجھے دیدیں۔ مگر آپ دیکھتے اور چپ رہتے۔ میں پھر سر اونچا کرتا۔ اور آپ پھر دیکھتے۔ اور چپ رہتے۔ حتّٰی کہ علیؓ آئے۔ ان کی آنکھیں سخت دکھتی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ علیؓ آگے آؤ۔ وہ آپ کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمہاری آنکھوں کو شفا دے یہ تلوار لو۔ جو خدا تعالےٰ نے تمہارے سپرد کی ہے۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ یہ موقعہ نہ حضرت ابوبکرؓ کو ملا۔ اور نہ حضرت عمرؓ کو۔ اس لئے اللہ تعالےٰ ان دونوں سے محبت نہیں کرتا۔ تو یہ درست نہیں۔ اگر حضرت علیؓ کو یہ موقعہ نہ ملتا۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے سامنے جا کر کیا کہتے۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ اور حضرت طلحہؓ تو اپنی خدمات پیش کر دیتے۔ مگر حضرت علیؓ کیا کرتے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو بھی موقعہ دیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی کئی مواقع ملے۔ بلکہ

حضرت عمرؓ کو پہلے دن ہی موقعہ ملا

جب وہ مسلمان ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مکان کے اندر تشریف فرما تھے۔ صحابہؓ بھی پاس تھے۔ دروازہ بند تھا آپ نے آکر کہا۔ کہ دروازہ کھولو۔ صحابہؓ نے کہا۔ کہ عمرؓ کی آواز ہے۔ مت کھولو۔ مگر حضرت حمزہؓ پہرہ پر تھے۔ انہوں نے کہا۔ عمرؓ کی ایسی تیسی۔ آئے تو سہی۔ میں اس کا سر نہ پھوڑ دوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھلا۔ اور حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ۔ تم کبھی ہمارا پیچھا چھوڑو گے بھی یا نہیں۔ ہم الگ مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور تم وہاں بھی ہم کو دق کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ رو پڑے۔ اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ میں تو بیعت کرنے آیا ہوں

یہ سنکر آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور سب صحابہؓ نے بھی۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ پہلا نعرۂ تکبیر تھا۔ جو مکہ میں بلند کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلعم چلیے کعبہ میں نماز پڑھیں۔ حضرت حمزہؓ کو ساتھ لیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کعبہ میں لے گئے۔ یہ دونوں تلواریں لے کر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ کہ اگر کوئی آگے آیا۔ تو ہم اسے فنا کر دیں گے۔ یا خود مر مٹیں گے۔ دیکھو یہ کتنی بڑی فضیلت ہے۔ مگر کیا ہر فضیلت حضرت عمرؓ کے لئے ہی ضروری ہے۔ اگر حضرت عمرؓ کی اس فضیلت کو دیکھ کر دوسرے مواقع پر صحابہؓ کہدیتے۔ کہ اب وہ کہاں ہیں۔ اب کیوں آگے نہیں آتے؟ تو یہ اعتراض صحیح نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ جس کو نیکی کا موقعہ دیتا ہے۔ وہ کر لیتا ہے۔ اور

جس کو موقعہ ملے وہ کیوں چھوڑے

اگر مولوی راجیکی صاحب کو یہ خیال آیا تھا۔ کہ میر صاحب نے ایسا مضمون لکھا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے خلاف ہے۔ تو انہوں نے کیوں اس کا جواب نہ دیا۔ اور انہوں نے یہ کیوں فرض کر لیا۔ کہ اس کا جواب دینا بھی مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کا ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرض ہے۔ وہ بھی آدمی ہیں۔ اور یہ بھی۔ اور جسے نیکی کی تحریک ہوتی۔ اسے چاہیئے تھا۔ کرتا۔ پس مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب پر اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار کرنا کہ ایک ہی شخص کے ذمہ ہے۔ کہ وہ سلسلہ کی اصلاح کرے۔ نہایت ہی خطرناک رَو ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ میں اس کے خلاف اظہارِ ناراضگی کروں۔ مَیں تو خلیفہٴ وقت کے متعلق ایسا خیال کرنا بھی شرک سمجھتا ہوں۔ کجا یہ کہ کسی اور مولوی کے متعلق یہ امید رکھی جائے۔ کہ ہر مضمون کا جواب دینا اس کا فرض ہے۔ اگر ان کو علم ہوا تھا۔ کہ میر صاحب نے کوئی ایسا مضمون شائع کرایا ہے۔ تو ان کا فرض تھا۔ کہ اسکی تردید کرتے اور اگر اس سے جھجکتے تھے۔ کیونکہ بعض دفعہ آدمی خیال کرتا ہے۔ کہ شاید میرا ہی خیال غلط ہو۔ تو ان کو چاہیئے تھا مجھے توجہ دلاتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ مجھے علم ہو چکا ہوگا۔ مگر کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ میں عالم الغیب ہوں۔ اور ہر بات کو جانتا ہوں۔ اس وقت میری آنکھوں کے سامنے جو لوگ بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بیسیوں بعض حرکتیں کر رہے ہوں گے۔ مگر مجھے سامنے کھڑے ہوئے ان کا علم نہیں۔ "الفضل" میں بیسیوں مضمون ایسے چھپتے ہیں۔ جو مَیں نہیں پڑھتا اگر ان کو خیال آیا تھا۔ تو ان مفروضات کی بنا پر وہ کیوں نیکی سے محروم رہے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں نیکی کا ایک موقعہ دیا تھا۔ جو دوسرے کو نہیں ملا تھا۔ مگر اسے انہوں نے گنوا دیا۔ اور اب وہ موقعہ مجھے مل گیا ہے۔ اور مَیں اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر میر صاحب نے ایسا مضمون لکھا ہے۔ تو وہ غلط ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

(مجھے خطبہ کے بعد

میر صاحب کا خط

ملا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ مَیں اپنے مضمون پر نادم ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے خلاف کچھ بھی لکھنا گناہ ہے۔ اس لئے مَیں اس پر ندامت کا اظہار کرتا ہوں)

یہی نیکی کا موقعہ مولوی راجیکی صاحب کو ملا۔ لیکن وہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب سے انقباض رکھنے یا ان کو سلسلہ کا واحد ذمہ وار سمجھنے کی وجہ سے اس ثواب سے محروم رہ گئے

اس جگہ

ایک لطیفہ

بیان کرنے سے مَیں نہیں رُک سکتا۔ وہ لطیفہ یہ ہے۔ کہ مولوی راجیکی صاحب نے مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کے مضمون کے رد میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفہٴ اول رضؓ اس کے خلاف کہا کرتے تھے۔ اور ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ (حالانکہ جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں۔ پہلے آپ کا یہ عقیدہ تھا۔ بعد میں آپ نے غلطی تسلیم کر لی) لیکن انہیں شاید معلوم نہیں۔ کہ جس دوسرے مضمون کی تردید وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا خیال یہی تھا۔ کہ یونس عؑ کو مچھلی نے نہیں نگلا۔ بلکہ مچھلی کو یونس عؑ نے نگلا تھا۔ جن لوگوں نے حضرت خلیفہٴ اول رضی اللہ عنہ سے قرآن شریف پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عربی زبان میں بعض جگہ نسبت بدل جاتی ہے۔ اس لئے اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ حوت حضرت یونس عؑ کے پیٹ میں چلی گئی تھی۔ علاوہ عربی مثالوں کے حضرت خلیفہٴ رضی اللہ عنہ اردو کی بھی یہ مثال دیا کرتے تھے۔ کہ جیسے کہتے ہیں۔ پرنالہ چلتا ہے۔ حالانکہ پرنالہ نہیں چلتا۔ بلکہ پانی چل رہا ہوتا ہے۔ تو حضرت خلیفہٴ اول رضؓ عربی کی بہت سی مثالیں پیش کر کے کہا کرتے تھے۔ کہ حوت حضرت یونس عؑ کے پیٹ میں گئی تھی۔

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖ

اس کے معنے آپ یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کا فضل نہ ہوتا۔ تو مچھلی حضرت یونس عؑ کے پیٹ میں سے نہ نکلتی۔ اور ان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیا۔ اور مچھلی کو آپ کے پیٹ سے نکال دیا۔ آپ فرماتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے مچھلی کھا کر تخمہ ہؤا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے زہر خارج کر دیا۔ اور آپ بچ گئے۔ پس اس بارہ میں بھی حضرت خلیفہٴ اول رضؓ کا عقیدہ یہی تھا۔ جو ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب نے بیان کیا ہے۔ (لیکن جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں۔ اس خیال کو بھی آپ نے بعد میں بدلا۔ کیونکہ پھر آپ نے ہمیں حضرت مسیحؑ کی وفات کے ثبوت میں یونس عؑ نبی والی پیشگوئی بھی لکھائی) لیکن ایسے امور میں نبیوں ہی کی بات پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ معجزے ہیں۔ اور معجزوں کو انبیاء ہی زیادہ جان سکتے ہیں۔ ہم میں سے بیسیوں اشخاص اس بات کے زندہ گواہ ہیں۔ کہ حضرت خلیفہٴ اول رضؓ جب کتاب نور الدینؓ لکھ رہے تھے۔ تو اس میں آپ نے لکھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا جو ذکر ہے۔ اس سے مراد

لڑائی کی آگ

ہے۔ آپ نے خیال کیا۔ کہ آگ میں پڑ کر زندہ بچنا تو بہت مشکل ہے۔ اس لئے آگ سے مراد لڑائی کی آگ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دنوں بسراواں کی طرف سیر کو جایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے۔ مَیں بھی ساتھ تھا۔ کسی نے چلتے ہوئے کہا۔ کہ حضور بڑے مولوی صاحب نے بڑا لطیف نکتہ بیان کیا ہے۔ (جو لوگ عام طور پر عقلی باتوں کی طرف زیادہ راغب ہوں۔ وہ ایسی باتوں کو بہت پسند کرتے ہیں) لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً ساری سیر میں اس بات کا رد کرتے رہے۔ اور فرمایا۔ کہ میری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو۔ کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ ہمیں الہام ہؤا ہے۔ کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اگر اللہ تعالےٰ نے ایسا سلوک کیا۔ تو کیا بعید ہے۔ کیا طاعون آگ سے کم ہے۔ اور دیکھ لو۔ کیا یہ کم معجزہ ہے کہ چاروں طرف طاعون آئی مگر ہمارے مکان کو اللہ تعالےٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔ پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے آگ سے بچا لیا ہو۔ تو کیا بعید ہے۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو۔ کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ چنانچہ آپ نے کاٹ دیا۔ تو معجزات کے بارہ میں انبیاء ہی کی رائے صحیح سمجھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ ان کی دیکھی ہوئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ آدھ گھنٹہ باتیں کرتا ہے۔ سوال کرتا ہے۔ اور جواب پاتا ہے۔ اسکی باتوں تک تو خواص بھی نہیں پہنچ سکتے کجا یہ کہ عوام الناس جنہوں نے کبھی خواب ہی نہیں دیکھا۔ اور اگر دیکھا ہو۔ تو ایک دو سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اگر زیادہ بھی دیکھیں۔ تو دل میں تردد رہتا ہے۔ کہ شاید یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ یا نفس کا ہی خیال ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ادھر ہم نے سونے کے لئے تکیہ پر سر رکھا۔ اور ادھر یہ آواز آنی شروع ہوئی۔ کہ دن میں تمہیں بہت گالیاں لوگوں نے دی ہیں۔ مگر فکر نہ کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور تکیے پر سر رکھنے سے لے کر اٹھنے تک اللہ تعالےٰ اسی طرح تسلی دیتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ بعض دفعہ ساری ساری رات یہی الہام ہوتا رہتا ہے۔ کہ

اِنِّي مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ

میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔ دوسرے لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں اللہ تعالےٰ کے بزرگ اور نیک لوگ ایک حد تک سمجھ سکتے ہیں۔ مگر اس حد تک نہیں۔ جس حد تک نبی سمجھ سکتا ہے۔ نبی نبی ہی ہے۔ اس کے ساتھ خدا تعالےٰ کا کلام ایسے رنگ میں ہوتا ہے۔ کہ جس کی مثال دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔ میرے اپنے الہام اور خواب اس وقت تک ہزار کی تعداد تک پہنچ چکے ہوں گے۔ مگر اس شخص کی ایک رات کے الہامات کے برابر بھی یہ نہیں ہو سکتے: جسے شام سے لے کر صبح تک اِنِّي مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ کا الہام ہوتا رہا ہے۔ پھر ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اپنے

بزرگوں کی عزّت

کریں۔ لیکن جب ہم ان کو انبیاء کے مقابلہ پر کھڑا کرتے ہیں۔ تو گویا خواہ مخواہ ان کی ہتک کراتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں عام طور پر یہ چرچا رہتا تھا۔ کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ بڑے مولوی صاحب یعنے حضرت خلیفہٴ اول رضی اللہ عنہ اور بعض چھوٹے مولوی صاحب یعنی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا نام لیتے تھے۔ ہم اس پارٹی میں تھے۔ جو

حضرت خلیفہ اول رضؓ کو زیادہ محبوب

سمجھتی تھی۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ دوپہر کے قریب کا وقت تھا۔ کیا موقعہ تھا۔ یہ یاد نہیں۔ پہلے بھی کبھی شائد یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں۔ اور ممکن ہے۔ اس میں موقعہ بھی بیان کیا ہو۔ مگر اس وقت یاد نہیں۔ میں گھر میں آیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے یا حضرت اماں جان بھی شاید وہیں تھیں۔ ان سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہم پر جو احسانات ہیں۔ ان میں سے ایک حکیم صاحب کا وجود ہے۔ آپ بالعموم حضرت خلیفہ اول رضؓ کو حکیم صاحب کہا کرتے تھے۔ کبھی بڑے مولوی صاحب اور کبھی مولوی نور الدین صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ آپ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے۔ اور فرمایا کہ ان کی ذات بھی

اللہ تعالےٰ کے احسانات میں سے ایک احسان

ہے۔ اور یہ ہمارا ناشکراپن ہوگا۔ اگر اسکو تسلیم نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ نے ہم کو ایک ایسا عالم دیا ہے۔ جو سارا دن درس دیتا ہے۔ پھر طب بھی کرتا ہے۔ اور جس کے ذریعے ہزاروں جانیں بچ جاتی ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آپ اسی طرح میرے ساتھ چلتے ہیں۔ جس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کی نبض

چلتی ہے۔ پس ایسے شخص کا کوئی حوالہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں پیش کیا جائے۔ یا مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں میرا نام لے دیا جائے تو اس کے معنے سوائے اسکے کیا ہیں۔ کہ ہم کو گالیاں دلوائی جائیں۔ خلفاء کی عزت اسی میں ہوتی ہے۔ کہ متبوع کی پیروی کریں۔ اور اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے۔ تو جسے اس کا علم ہو۔ اسے چاہیئے۔ کہ بتائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے۔ شاید آپ کو اس کا علم نہ ہو۔ پھر نقد کا علم بھی اللہ تعالےٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے۔ اور مامورین کی باتوں کو سمجھنے کی دوسروں سے زیادہ اہلیت رکھتے ہیں۔ پھر اس بات پر غور کر کے ہم دیکھیں گے۔ کہ کیا اس کے معنے وہی ہیں۔ جو لوگ لیتے ہیں اور یقیناً نقد کے بعد ہم اسکو حل کرلیں گے۔ اور وہ حل

ننانوے فی صدی صحیح

ہوگا۔ لیکن اس کو حل کرنے کے یہ معنے نہیں ہوں گے۔ کہ ہم آپ کے مقابل پر ہوں گے۔ اور آپ کے ارشادات کے مقابلہ میں نام لے کر ہماری بات پیش کی جائے۔ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ پیش کرے۔ تو آگے سے دوسرا میرا نام لے دے تو اس کے معنے سوائے اس کے کیا ہیں۔ کہ ہتک کرائی جائے۔ پس خواہ حضرت خلیفہ اول رضؓ ہوں۔ یا میں ہوں۔ یا کوئی بعد میں آنے والا خلیفہ۔ جب یہ بات پیش کر دی جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے۔ تو آگے سے یہ کہنا کہ فلاں خلیفہ نے یوں کہا ہے۔ غلطی ہے۔ جو اگر

عدم علم کی وجہ سے

ہے۔ تو سند نہیں ہو سکتی۔ اور اگر علم کی وجہ سے ہے۔ تو گویا خلیفہ کو اس کے متبوع کے مقابل پر کھڑا کرنا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر متبوع کے کسی حوالہ کی تشریح خلیفہ نے کی ہے۔ تو یہ کہا جائے۔ کہ آپ اس کے یہ معنے کرتے ہیں۔ لیکن فلاں خلیفہ نے اس کے یہ معنے کئے ہیں۔ اس طرح خلیفہ نبی کے مقابلہ پر نہیں کھڑا ہوتا۔ بلکہ اس شخص کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ جو نبی کے کلام کی تشریح کرتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ

ضروری نہیں کہ خلفاء کو سب باتیں معلوم ہوں

کیا حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کو ساری احادیث یاد تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو ہم کو یاد نہیں۔ اور دوسرے آ کر بتاتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ جن کے پاس یہ باتیں ہیں۔ وہ اگر سنائیں۔ تو بڑا احسان ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ خلیفہ سب باتوں سے واقف ہو۔ اکثر لوگ جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کتابیں بہت کم پڑھا کرتے تھے۔ میرے سامنے یہ واقعہ ہوا۔ کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا۔ کہ آپ مولوی صاحب کو پروف پڑھنے کے لئے کیوں بھیجتے ہیں۔ وہ تو اس کے ماہر نہیں ہیں۔ اور ان کو پروف دیکھنے کی کوئی مشق نہیں۔ بعض لوگ اس کے ماہر ہوتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ میں خطبہ دیکھتا ہوں۔ مگر اس میں پھر بھی بیسیوں غلطیاں چھپ جاتی ہیں۔ آج ہی جو خطبہ چھپا ہے اس میں ایک سخت غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے اصلاح تو کی تھی۔ مگر اصلاح کرتے وقت پہلے فقرہ کا جو مفہوم میرے ذہن میں تھا۔ وہ در اصل نہ تھا۔ میں نے سمجھا۔ کہ اس سے پہلے یہ فقرہ ہے۔ کہ صرف ان نبیوں کا رستہ مسدود قرار دیا گیا ہے۔ اور میں نے اس کے بعد کے فقرہ کو جس میں کچھ غلطی رہ گئی تھی۔ یوں درست کر دیا۔ کہ "جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے"۔ مگر چھپنے کے بعد جب میں نے پڑھا۔ تو پہلا فقرہ بالکل اس کے الٹ تھا۔ جو میں نے سمجھا تھا۔ اور الفضل میں یہ فقرہ پڑھ کر میں حیران ہو گیا۔ کہ "کسی ایسے مدعی کے آنے کے رستہ کو مسدود قرار نہیں دیا گیا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے"۔ اور اس طرح گویا اس کے یہ معنے ہو گئے۔ کہ شرعی نبی تو آسکتا ہے۔ مگر غیر شرعی نہیں۔ حالانکہ مراد یہ تھی۔ کہ صرف ایسے مدعی کے آنے کے رستہ کو مسدود قرار دیا گیا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے۔ یعنی صرف شرعی نبی کی اور مستقل نبی کی روک کی گئی ہے۔ تو بعض لوگ

پروف دیکھنے کے ماہر

ہوتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ میر مہدی حسین صاحب اس کے ماہر ہیں۔ وہ ایسی باریک غلطیاں بھی پکڑ لیتے ہیں۔ جو دوسرے سے یقیناً رہ جائیں۔ تو کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا۔ کہ مولوی صاحب تو اس کے ماہر نہیں ہیں۔ آپ ان کو پروف کیوں دکھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب کو فرصت کم ہوتی ہے۔ اور وہ بیمار وغیرہ دیکھتے رہتے ہیں۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ پروف ہی پڑھ لیا کریں۔ تا ہمارے خیالات سے واقفیت رہے۔

اور پھر پڑھنے کے باوجود یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر بات یاد ہو۔ مثلاً حضرت یحیےٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق ہی حوالے میں نہیں نکال سکا۔ اور مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ نکال دیں۔ میرا حافظہ اس قسم کا ہے۔ کہ قرآن کریم کی وہ سورتیں بھی جو روز پڑھتا ہوں۔ ان میں سے کسی کی آیت نہیں نکال سکتا۔ لیکن دلیل کے ساتھ جس کا تعلق ہو۔ وہ خواہ کتنا عرصہ گذر جائے۔ مجھے یاد رہتی ہے۔ جن باتوں کا یاد رکھنا میرے کام سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ حوالے میں سمجھتا ہوں۔ کہ دوسروں سے نکلوا لوں گا۔ اسلئے یاد نہیں رکھ سکتا۔ اور جو سورتیں روز پڑھتا ہوں۔ ان کی آیت سنکر بھی فوراً نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں سورۃ کی ہے۔ ہاں بسم اللہ سے شروع کر کے ساری سورۃ پڑھوں تو پڑھ لوں گا۔ لیکن ایک آیت کے متعلق پتہ نہیں لگا سکتا۔ کہ کہاں ہے۔ سوائے پانچ سات چھوٹی سورتوں کے یا سورۂ فاتحہ کے بڑی بڑی سورتیں جو یاد ہیں۔ ان سے درمیان کا ٹکڑا سنکر حوالہ نہیں نکال سکتا۔ لیکن یوں بات یاد رکھنے میں میرا حافظہ ایسا ہے۔ کہ بعض خطوط جب پرائیویٹ سکرٹری دو دو ماہ پیش کرتا اور کہتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے یہ لکھا ہے۔ تو اگر ان کی غلطی ہو۔ تو میں کہہ دیتا ہوں۔ کہ اس نے یہ تو نہیں۔ بلکہ یہ لکھا ہے۔ جب میں ڈاک کے جواب مسجد میں لکھوایا کرتا تھا۔ تو بعض یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ کہ بات وہی صحیح ہوتی تھی۔ جو میں کہتا تھا۔ حالانکہ خط سکرٹری کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ تو میرا حافظہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسا زبردست ہے۔ کہ بہت کم لوگوں کا ایسا ہوتا ہوگا۔ مضمون کے لحاظ سے حوالہ ایسا یاد رہتا ہے۔ کہ کوئی حافظ اس طرح نہیں رکھ سکتا۔

مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ لاہور میں مجھے اچانک تقریر کرنی پڑی۔

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

جو آیات کا حوالہ نکالنے میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ ان کو میں نے پیچھے بٹھا لیا۔ اور مضمون بیان کرنا شروع کر دیا۔ جب ضرورت ہوتی۔ ان سے حوالہ دریافت کر لیتا۔ اگلے دن ایک ہندو اخبار نے لکھا۔ کہ تقریر تو بہت اچھی تھی۔ لیکن ایک بات قابل ذکر ہے۔ اور وہ یہ کہ موقعہ پا کر میں سٹیج کی پچھلی طرف چلا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پیچھے ایک شخص بیٹھا ہوا بتاتا جاتا تھا۔ اور یہ آگے بیان کرتے جاتے تھے۔ حافظ صاحب کے حوالے بتانے سے اس نے سمجھا۔ کہ شاید مضمون بھی وہی بتا رہے ہیں۔ تو مضمون کے لحاظ سے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے القاء کے طور پر حوالے ملتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کا خیال اور واہمہ بھی نہیں ہوتا۔ یونہی لفظ سامنے آجاتا ہے۔ اور پھر میں حافظ سے آیت پوچھ لیتا ہوں۔ مگر یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ فلاں آیت کس سورت میں ہے۔ تو گو حافظوں کی بھی کئی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ مگر جب نص موجود ہے تو خواہ دوسری بات کو حافظ کی کمزوری سمجھو۔ خواہ نافہمی۔ بہرحال مقدم وہی بات ہوگی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہی ہے۔

اس کے بعد اب میں

اصل مضمون

کی طرف آتا ہوں۔ اور پہلے بائیبل کو لیتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں۔ کہ وہ اصولی طور پر اس معاملہ میں کیا کہتی ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور اس وجہ سے یہود نے کہا۔ کہ وہ لعنتی ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے اسی نیت سے ایسا کیا۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ بائیبل کے رو سے جو نبی بھی قتل ہو۔ وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ مضمون واقعی بائیبل میں درج ہے۔ یا صرف یہ مضمون ہے۔ کہ جھوٹا نبی ضرور سزا پاتا ہے۔ گویا وہی بات ہے۔ جو قرآن کریم نے آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل میں کہی ہے۔ یعنی جو کوئی نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کرے۔ اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر ہم اسکی رگِ جان کو کاٹ دیتے ہیں۔ اور اگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جھوٹا ہوتا۔ تو ہم اسے یہ سزا کیوں نہ دیتے۔

پس یہ اصول ہے۔ جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ جھوٹا ضرور قتل کیا جاتا ہے۔ یہی مضمون ہمیں بائیبل میں بھی نظر آتا ہے۔ چنانچہ استثناء باب ۱۳ آیت ۵ میں لکھا ہے۔ کہ "اور وہ نبی (جس کی خواب پوری ہو جاتی۔ مگر شرک کی تعلیم دیتا ہے) یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا"۔ یعنی کسی کے ایک خواب کے پورا ہونے سے یہ مت یقین کر لو۔ کہ وہ نبی ہو گیا ہے۔ اگر وہ شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ تو اسے جھوٹا ہی سمجھو۔ پس اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہیں۔ کہ جھوٹا قتل ضرور کیا جاتا ہے۔ اور دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ ہماری جماعت میں بھی اسکی مثال موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ کہ تیری مخالفت کی وجہ سے طاعون سے لوگ ہلاک ہوں گے۔ اور گویا وہ دشمن کے لئے عذاب ہے۔ مگر جب کوئی احمدی بھی کبھی اس کا شکار ہو جاتا۔ تو مخالف مضحکہ اڑاتے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانہ میں کیا مسلمان جنگوں میں شہید نہ ہوتے تھے۔ وہ جنگیں کفار کے لئے تو عذاب ہوتی تھیں۔ مگر

مسلمانوں کے لئے شہادت کا موجب

تو استثنائی طور پر اللہ تعالے کبھی کبھار دشمنوں کو بھی ہنسی کا موقعہ دے دیتا ہے۔ پس اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ جھوٹا ضرور قتل ہوتا ہے۔ اور دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے بھی ہیں۔ کہ یہود کی شریعت کا یہی حکم ہے۔ کہ جھوٹے نبی کو ضرور قتل کر دو۔ چنانچہ اسی باب کی آیت ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ "تو تو اس شہر کے باشندوں کو تلوار کی دھار سے ضرور قتل کرے گا۔" جس سے مراد یہ ہے۔ کہ تجھے چاہیئے۔ کہ اسے قتل کر دے۔ پس جب اسی باب میں کرے گا بمعنی کرے استعمال ہوا ہے۔ تو مذکورہ بالا حوالہ کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ بائیبل کا حکم ہے کہ اس شخص کو جو شرک کی تعلیم دیتا ہو۔ اور ساتھ نبوت کا مدعی ہو۔ بنی اسرائیل قتل کر دیا کریں۔ پھر زکریا باب ۱۳ آیت ۳ میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا نبی جلد ہلاک ہوتا ہے۔ (قتل کا ذکر نہیں) اس کے ماں باپ جن سے وہ پیدا ہوا۔ اسے کہیں گے۔ کہ تو نہ جئے گا۔ یہاں جینے کا لفظ ہے۔ جس میں موت بھی قتل بھی اور ہلاکت بھی ہو سکتی ہے۔ قتل کا لفظ یہاں نہیں ہے۔

استثنار باب ۲۱ آیت ۲۲ - ۲۳ میں ہے۔ کہ اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو۔ جس سے اس کا قتل واجب ہو۔ اور وہ مارا جائے تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ تو اسکی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے۔ بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ وہ خدا کا ملعون ہے۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ تیری زمین جس کا وارث خداوند تیرا خدا تجھے کرتا ہے۔ ناپاک نہ کی جائے۔"

یہاں پھانسی پر لٹکائے جانے والے کے متعلق ایک حکم بیان کیا ہے۔ اور الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایسا پھانسی پانے والا جسے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت پھانسی دی جائے۔ ملعون ہوتا ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کی شریعت کے مطابق اس کا قتل واجب ہو۔ تب لعنتی ہوتا ہے۔

محض پھانسی پانے کی وجہ سے کوئی لعنتی نہیں ہو سکتا

بلکہ وہ لعنتی ہوگا۔ جو کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے پھانسی دیا جائے جس کے متعلق تورات کہے۔ کہ یہ خدا کی ناراضگی کا موجب ہے۔ اور جسے خدا تعالےٰ بسبب ناراضگی کے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے اس کے ملعون ہونے میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے۔ یہود کے اندر احساس تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ جسے ہم پھانسی دیں۔ وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اسکی وجہ سے لازمی طور پر ان کے اندر یہ احساس بھی تھا۔ کہ جسے پھانسی پر لٹکایا جائے۔ اس کا دعوےٰ تسلیم نہیں کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں کو ایسی باتوں سے بچاتا ہے۔ جن سے لوگ نفرت کریں۔ یوں تو نبی ہر ایک ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چوہڑا یا چمار نبی ہو جائے۔ تو طبائع میں اتنی نفرت پیدا ہوگی۔ کہ لوگ اس پر غالب نہ آسکیں گے۔ اور اسی وجہ سے اسکی طرف توجہ ہی نہ کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ان باتوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ تا لوگ ضد نہ کریں۔ کیونکہ یہ ضروری ہے۔ کہ نفرت کی وجہ سے بہت سے لوگ ہدایت سے محروم رہ جائیں گے۔ پس صلیب پر لٹکانے سے حضرت مسیح ناصری کا بچانا اس نفرت کو دُور کرنے کے لئے تھا۔ نہ اس لئے کہ واقعہ میں صلیب پر لٹک کر انسان لعنتی ہو جاتا ہے۔ خواہ مجرم ہو یا نہ ہو۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ یونہی اگر کسی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ تو وہ ملعون نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص شریف ہے۔ بے گناہ ہے خدمت خلق کرتا ہے۔ نیکی کے دوسرے کام کرتا ہے۔ لیکن چور اور ظالم لوگ آکر اسے پھانسی دے دیتے ہیں۔ تو کیا وہ ملعون ہو جائے گا۔ انسانی فطرت اسکو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ اگر کسی بے گناہ کو بھی پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ تو وہ ملعون ہو جاتا ہے۔ پس یا تو یہ مانو کہ کوئی بے گناہ پھانسی پر لٹکایا جا ہی نہیں سکتا۔ جونہی کوئی چور پکڑ کر اسے پھانسی پر لٹکانے لگے۔ تو فرشتے جھٹ آکر اسے اتار دیں گے۔ اور چھین کر لے جائیں گے۔ اور اس طرح صلیب پر کوئی غیر مجرم لٹکایا ہی نہیں جا سکتا۔ اور یا پھر یہ مانو۔ کہ محض پھانسی پر لٹکا دیئے جانے سے کوئی شخص ملعون نہیں ہو سکتا۔

غرض یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کسی یہودی مومن کو کوئی صلیب پر لٹکا سکتا ہی نہیں جس طرح

دعائے گنج العرش

کے متعلق مشہور ہے۔ کہ جو اسے پڑھے اسے نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ سمندر ڈبو سکتا ہے۔ نہ پہاڑ پر سے وہ گر سکتا ہے۔ چنانچہ دعائے گنج العرش کی بابت لکھا ہے۔ کہ کسی چور کو بادشاہ نے پھانسی دیئے جانے کا حکم دیا۔ مگر رسی کھینچتے ہیں۔ تو وہ کھنچتی ہی نہیں۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ کہ وہ پھانسی سے نہیں مرتا۔ اسکی گردن ہی نہیں دبتی۔ تو اس نے اسے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا۔ مگر جب آگ میں ڈالا۔ تو دیکھا۔ کہ وہ آگ سے کھیل رہا ہے۔ جب اسکی بادشاہ کو اطلاع ہوئی۔ تو اس نے سمندر میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ مگر جب پتھروں سے باندھ کر اسے سمندر میں پھینکا گیا۔ تو وہ کارک کی طرح تیرنے لگا۔ آخر اسے پہاڑ سے گرانے کا حکم دیا گیا۔ مگر جب پہاڑ سے گرایا گیا۔ تو یوں معلوم ہوا۔ کہ کسی نے اسے پکڑ کر آرام سے زمین پر رکھ دیا ہے۔ اور اسے ذرا بھی چوٹ نہ آئی۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی۔ تو اس نے کہا۔ کہ یہ تو کوئی ولی اللہ ہے۔ اسے اپنے پاس بلایا اور کہا۔ کہ میں معافی مانگتا ہوں۔ آپ کو چور سمجھا۔ آپ تو ولی اللہ ہیں۔ مگر اس نے کہا۔ کہ نہیں میں ولی اللہ نہیں۔ چور ہی ہوں۔ صرف یہ بات ہے۔ کہ دعا گنج العرش پڑھتا ہوں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ یہودی مومنوں کی مثال ایسی ہوئی۔ جیسے دعا گنج العرش پڑھنے والوں کی بیان کی جاتی ہے۔ اگر بائیبل کی اس آیت میں انبیاء کا ذکر ہوتا تو اور بات تھی۔ مگر یہاں تو مومنوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ انبیاء کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا خاص سلوک ہوتا ہے۔ وہ ان کے لئے نشان دکھاتا ہے۔ مگر عام مومنوں کے ساتھ ویسا نہیں ہوتا۔ وہ مارے بھی جاتے ہیں۔ ان کو شبر بھی کھا جاتے ہیں۔ پھانسی بھی پا جاتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کے ساتھ یہ سب باتیں گذریں۔ تو کیا تورات کے ماننے والے مومنوں میں ہی کوئی خاص خوبی تھی۔ کہ خواہ سارے بادشاہ مل کر انہیں پھانسی دینا چاہیں۔ کیل تک نہ گاڑ سکیں۔ اور یا پھر یہ سمجھو۔ کہ یہود کے متعلق اللہ تعالےٰ کا یہ فیصلہ تھا۔ کہ ان میں سے کسی ولی اللہ کو اٹھا کر پھانسی پر لٹکا دو۔ اسی وقت لعنتی ہو جائے گا۔ گویا باقی دنیا کے لئے تو لعنت اس کے اپنے افعال سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہود کے متعلق خدا تعالےٰ کی لعنت ڈالنے کا حق دشمنانِ دین کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ پس یا تو یہ دونوں

خلافِ عقل و ایمان باتیں

ماننی پڑیں گی۔ اور یا پھر یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یہ دونوں امر ناقابل قبول ہیں۔ ایک کو عقل نہیں مانتی اور دوسرے کو ایمان۔ اور اس طرح ماننا پڑیگا۔ کہ جیسا کہ اصل حوالہ میں ذکر ہے۔ صرف وہ پھانسی پانے والا ملعون ہے۔ جو خدا کے حکم کے مطابق پھانسی دیا جائے۔ اور اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ ایسا گناہ کرنے والا جس سے اس کا قتل واجب ہو جائے۔ لعنتی ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کی شریعت کہتی ہے۔ کہ اسے مار ڈالو۔ اس لئے وہ لعنتی ہے۔ پس یہ حوالہ واضح ہے۔ اور اس میں صرف نبوت کے مدعیوں کا ہی ذکر نہیں۔ بلکہ ہر مجرم کا ذکر ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام اصل شریعت لانیوالے تھے۔ باقی نبی ان کے تابع تھے۔ اس لئے باقی بھی یہی بات بیان کرتے گئے۔ آہستہ آہستہ یہود میں جب یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کے جانشین ہیں۔ تو ساتھ ہی انہیں یہ وہم بھی پیدا ہو گیا۔ کہ جسے وہ پھانسی پر لٹکا دیں۔ وہ ملعون ہے۔ اس کے علاوہ اور حوالے بھی ہیں۔ یرمیاہ باب ۱۴ آیت ۱۵ میں ہے۔ (جھوٹے نبیوں کی نسبت) "اس لئے خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کے نبوت کرتے ہیں۔ جنہیں میں نے نہیں بھیجا۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ تلوار اور کال اس سرزمین پر نہ ہوگا۔ یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائیں گے۔

یرمیاہ باب ۲۳ آیت ۱۵ سے آخر تک جھوٹے نبیوں کی سزا اور ان کی ناکامی کا ذکر ہے۔ گو قتل کا ذکر نہیں۔

سلاطین ۱ باب ۱۸ و باب ۱۹ میں ذکر ہے۔ کہ پچاس نبیوں کو بنی اسرائیل نے قتل کیا۔

متی باب ۲۳ آیت ۲۹ تا ۳۱ میں ہے۔ کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کیونکہ نبیوں کی قبریں بناتے ہو۔ اور راستبازوں کی گوریں سنوارتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کہ اگر ہم اپنے دادوں کے دنوں میں ہوتے۔ تو نبیوں کے خون میں ان کے شریک نہ ہوتے۔ اسی طرح تم اپنے پر گواہی دیتے ہو۔ کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔" پھر باب ۲۳ آیت ۳۷ میں لکھا ہے۔ کہ "اے یروشلم اے یروشلم جو نبیوں کو مار ڈالتی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان تمام حوالوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

جھوٹا نبی ضرور ہلاک ہوتا ہے

مگر ان کے یہ معنے نہیں۔ کہ سچا قتل نہیں ہوتا۔ بائیبل کے علاوہ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ میں نے گذشتہ خطبہ کو دیکھتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہوا ایک واقعہ لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ دنیا میں دو شخص سب سے زیادہ بدبخت ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو نبی کو قتل کرے۔ اور دوسرا وہ جسے نبی قتل کرے مجھے اس وقت خیال تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ حدیث میں بھی یہ ذکر ہے۔ مگر میں نے چونکہ وہ حدیث پڑھی نہ تھی۔ یا مجھے یاد نہ تھی۔ یہ حصہ میں نے نہ لکھا تھا لیکن عجیب بات ہے۔ کہ آج اس بارہ میں احادیث دیکھنے پر یہی حوالہ میرے سامنے آگیا۔ چنانچہ

مسند احمدؒ بن حنبل

میں روایت ہے۔ عن ابن مسعود ان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قال اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ رجل قتل نبیاً او قتلہ نبیٌ۔ یعنی ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس کو ملے گا جس نے نبی کو قتل کیا ہو۔ یا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہو۔ اس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک نبی کا قتل ممکن ہے۔

اسی طرح ابن جریر اور ابن ابی حاتم یعنی حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ یا ابا عبیدۃ قتلت بنوا اسرائیل ثلاثۃ واربعین نبیاً اول النہار فی ساعۃ واحدۃ یعنی بنی اسرائیل نے ایک دفعہ ایک گھنٹہ میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تھا۔ یہ در اصل وہی مضمون ہے۔ جو اسلاطین باب ۱۸ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بنو اسرائیل نے بہت سے نبیوں کو قتل کیا۔ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللّٰہ تعالےٰ سے الہام پاکر ان نبیوں کی صحیح تعداد بھی بتادی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ایک ایک وقت میں کئی کئی نبی مبعوث ہوتے تھے۔ اور بائیبل سے ثابت ہے۔ کہ جب کوئی بادشاہ خراب ہوتا۔ تو کئی کئی نبی اکٹھے ہوکر اس کے خلاف فیصلہ کرتے تھے۔

اصل واقعہ میں پھر بعد میں بیان کروں گا۔ اس وقت صرف یہ بتا رہا ہوں۔ کہ اصولی طور پر بائیبل سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جھوٹا نبی ضرور مارا جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ جو مارا جائے۔ وہ جھوٹا ہے۔ اس کے متعلق اگر کوئی مشتبہ حوالہ ہو۔ تو اس وقت میرے ذہن میں نہیں۔ لیکن واضح حوالہ کوئی نہیں۔

اصل حوالہ لعنتی والا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس میں نبی کی شرط نہیں۔ بلکہ وہاں یہ لکھا ہے۔ کہ جو لٹکایا جائے۔ وہ ملعون ہوگا۔ اور یہ بات چونکہ عقل کے خلاف ہے۔ اسلیئے وضاحت کردی گئی ہے۔ کہ جو خدا کے حکم سے پھانسی دیا جائے۔ وہ ملعون ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کا چونکہ خیال تھا۔ کہ ہم خدا کے جانشین ہیں۔ اسلیئے انہیں بھی یہ خیال پیدا ہوگیا۔ جسے ہم لٹکادیں۔ وہ ملعون ہوجائے گا۔ اسی لئے وہ حضرت مسیح ناصریؑ کو صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہتے تھے۔ تا انہیں بھی لعنتی ثابت کریں۔ مگر خدا نے آپ کو زندہ بچالیا۔ تا دشمنوں کو یہ

جھوٹی خوشی

بھی نصیب نہ ہو۔

پھر اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ شدید ترین عذاب اس شخص کو دیا جائیگا۔ جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ

ایک گھنٹہ میں ۴۳ نبی قتل ہوئے

اور بائیبل میں بھی اس امر کی شہادت موجود ہے۔ کہ ایک وقت میں یہودی بادشاہوں نے کئی انبیاء کو قتل کیا۔

پھر قاعدہ کے طور پر قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون نیز یقتلون النبیین بغیر الحق۔

پس اصولی طور پر قرآن کریم۔ احادیث اور بائیبل تینوں متفق ہیں اس امر پر کہ انبیاء قتل ہوسکتے ہیں۔ اگرچہ ایسا بہت شاذ ہوتا ہے۔ ایسا ہی شاذ جیسا کہ اس قاعدہ کے متعلق شاذ ہے۔ کہ بالعموم دنیا میں ہی اللّٰہ تعالےٰ انبیاء کی نصرت کرتا ہے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کی نسبت رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ صرف ایک ہی ماننے والا ہوگا۔ مگر یہ استثنائی حالت ہے۔ اسی طرح عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ اللّٰہ تعالیٰ انبیاء کو قتل ہونے سے بچاتا ہے۔ مگر

استثنائی طور پر

بعض قتل کر بھی دئے جاتے ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی اللّٰہ تعالےٰ کی حکمت ہوتی ہے۔ پس قرآن حدیث اور بائیبل تینوں اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ اور ایسی متفقہ گواہی کی تردید کے لئے بھی کوئی زبردست وجہ ہونی چاہیئے۔ بغیر کسی معقول وجہ کے اسکی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ قرآن کریم نے فرشتوں کے وجود کا ذکر کیا ہے۔ مگر سر سید احمدؒ صاحب نے کہا ہے۔ کہ اس سے مراد اللّٰہ تعالےٰ کی طاقتیں ہیں۔ اور یہ تاویل بعض حوالوں کو مدنظر رکھ کر بے شک ہوسکتی ہے۔ لیکن جس وضاحت سے فرشتوں کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ ان سب کو مدنظر رکھ کر یہ تاویل کسی صورت میں نہیں ہوسکتی۔ اور اگر کوئی ایسی تاویل کرے۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس کے ہاتھ میں کوئی زبردست ثبوت ہو۔ اسی طرح ان تینوں بیانات کی تاویل کرنے کے لئے کوئی زبردست شہادت چاہیئے۔ کیونکہ جب بائیبل۔ قرآن۔ حدیث تینوں قتل کے جواز کو مانتے ہیں۔ تو اصولی طور پر اسکی تردید کے لئے ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم یہ ثابت کریں۔ کہ بے شک نبی قتل ہوسکتا ہے۔ لیکن

حضرت یحییٰ ؑ کا قتل

تاریخ وکتب دینیہ سے ثابت نہیں۔ لیکن اس معاملہ میں یہ صورت بھی موجود نہیں۔ مگر اب چونکہ دیر ہوگئی ہے۔ میں اس مضمون کو اگلے خطبہ میں انشاء اللّٰہ بیان کروں گا۔ (الفضل)

ریڈیو کی وباء

یہ ایک قدرتی بات ہے۔ کہ جس چیز کے فائدے بیشمار ہوں۔ اگر اسے صحیح طور پر استعمال نہ کیا جاوے۔ تو وہ بے حد ضرر رساں بھی ہو جاتی ہے۔ سینما اور ریڈیو مفید چیزیں کہی جاتی ہیں۔ لیکن لوگوں کے اخلاق بگاڑنے کے لئے اس سے بدتر آج کوئی بھی آلۂ کار نہیں۔ ریڈیو اور سینما کی باگ ڈور جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انہیں ہندوستانیوں کے اخلاق اور کلچر سے کیا واسطہ۔ لیکن ہندوستانی لوگوں کو دیکھئے۔ کہ وہ ان چیزوں پر کس قدر لٹو ہو رہے ہیں۔ پتہ لگا ہے۔ کہ صرف ایک ماہ اگست میں ریڈیو لائسنسوں میں دس ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ اس ایک ماہ کے اعداد کو پڑھکر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ مرض کس تیزی سے ہندوستانی گھرانوں میں گھس رہا ہے۔ مرض اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ ان کو مفید پروگراموں کے لئے تو صرف چند منٹوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ باقی وقت بازاری عورتوں کے فحش گانوں میں صرف ہوتا ہے نوجوانوں کے راستہ میں یہ عشقیہ اور فحش گانے زہر قاتل بن رہے ہیں۔

لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونیکا موقعہ

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور تحریک جدید سال چہارم کے وعدے اپنی خوشی اور آزاد مرضی سے پیش کرنے والے احباب کرام کو یاد رہے۔ کہ سال چہارم کی آخری سہ ماہی میں سے بھی بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ اس قلیل عرصہ میں جن کے وعدے پورے نہیں ہوئے۔ ان کو یہ تھوڑا سا وقت غفلت میں نہیں گذارنا چاہیئے۔ بلکہ پوری توجہ سے اپنے وعدوں کو وقت کے اندر پورا کرنے کی فکر کرنا چاہیئے۔ اور حضور ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کے اس ارشاد کو یاد رکھنا چاہیئے "یاد رکھو۔ جنہوں نے آج کوتاہی کی ہوگی۔ جنہوں نے آج اپنی قربانیوں میں کمزوری اور سستی دکھائی ہوئی۔ جنہوں نے آج اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں بے توجہی اور لاپرواہی اختیار کی ہوگی۔ ان کا کل ان کو اس نیکی کے راستہ سے اور زیادہ دور لے جانے والا ہوگا۔ اور اللّٰہ تعالےٰ ہی ان پر رحم کرے تو کرے ورنہ ظاہری حالات کے لحاظ سے ان کی ایمانی حالت خطرناک ہوگی"۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ گو سال کا زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر اب بھی لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے کا موقعہ ہے چونکہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ لہٰذا ضرورت محسوس کرتے ہوئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ کوئی جماعت یہ تھوڑا سا وقت بھی غفلت میں گزار کر آخر میں نادم نہ ہو۔ کہ اگر ہم کو پتہ ہوتا۔ تو ہم اپنے وعدے کو ضرور پورا کر لیتے۔ اس لئے ہر جماعت کے سکرٹری مال تحریک جدید اور افراد کو ان کے وعدے اور وصولی کی اطلاع دی جاچکی ہے پس سکرٹریانِ تحریک جدید کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اب ان کی ذمہ واری کے امتحان کا وقت بالکل قریب آ گیا ہے۔ ثواب صرف نام سے نہیں بلکہ کام سے ہوتا ہے۔ اس لئے سکرٹریانِ تحریک جدید کو پوری کوشش کے ساتھ اپنی جماعت کے وعدے وقت کے اندر یعنی ۳۰ نومبر ۳۸ء تک سو فیصدی پورے کرنے چاہئیں۔ اللّٰہ تعالےٰ توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ والسلام۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

"تحریک جدید سال چہارم" وعدوں کے پورا کرنے کی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء

ہر وعدہ کرنیوالے کو مزید اضافہ کرنے کی عام اجازت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور "تحریک جدید سال چہارم" کے وعدے پیش کرنے والے احباب نوٹ فرمالیں۔ کہ "تحریک جدید" کے وعدوں کے پورا کرنے کی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ۳۸ء ہے۔ اس تاریخ تک ہر وعدہ کرنے والے کا وعدہ سو فی صدی پورا ہو جانا ضروری ہے۔ چونکہ ۳۰ نومبر ۳۸ء کی آخری تاریخ میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ اسلئے ہر وعدہ کرنے والے کو پوری توجہ اور پوری کوشش سے جہاں تک ممکن ہو۔ جلد وعدہ ایفاء کرکے اللہ تعالےٰ کی رضاء حاصل کرنا چاہیئے۔ بعض احباب نے دریافت کیا ہے۔ کہ وہ اپنے وعدہ کی رقم ادا کرتے وقت یا ادا کرنے کے بعد اگر اس میں اضافہ کرکے "مزید چندہ تحریک جدید سال چہارم" داخل کرنا چاہیں۔ تو ان کو ایسا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر وعدہ کرنے والے کو اپنے وعدہ میں مزید اضافہ کرنے کی عام اجازت ہے۔ پس اگر کسی وعدہ کرنے والے کو اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ تو وہ اپنے پہلے وعدہ میں حسب توفیق مزید اضافہ کرسکتے ہیں۔ اور ایسی اضافہ کی رقوم کے ادا کرنے کی بھی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ۳۸ء ہے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

وصیتیں

ع ۵۱۱۵ ۔ منکہ غلام سرور ولد چودھری موسے خاں قوم جٹ مہار پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۹/۳۰ ۱۲ ساکن گلہ مہاراں ڈاکخانہ بدوملی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲ ۶/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گزارہ صرف تنخواہ پر ہے۔ جو کہ مبلغ ۱۸ روپے ماہوار احمد آباد سنڈیکیٹ قادیان سے ملتی ہے اس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرادوں۔ تو وہ منہا کردی جائیگی۔

العبد:۔ غلام سرور حال احمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر سندھ۔

گواہ شد:۔ سید اصغر علی موصی ع ۲۴۶۱۔

گواہ شد:۔ غلام مصطفےٰ برادر موصی نشان انگوٹھا

ع ۵۱۸۸ ۔ منکہ محمد ابراہیم ناصر ولد مولوی فخر الدین صاحب پنشنر قوم قریشی پیشہ تبلیغ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال بوڈاپسٹ (ہنگری) بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۳۸ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو الاؤنس کی صورت میں دفتر تحریک جدید قادیان کی طرف سے ملتا ہے۔ موجودہ الاؤنس مبلغ ساٹھ روپے ہے۔ جو کم یا زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مقررہ الاؤنس کے علاوہ اگر میں اسجگہ اپنی آمد کی کوئی صورت پیدا کروں گا۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کو بھی انشاء اللہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

المعبد:۔ محمد ابراہیم ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ بوڈاپسٹ (ہنگری) گواہ شد:۔ مرزا مظفر احمد حال لنڈن۔ گواہ شد:۔ شیر علی عفی عنہ حال مسجد لنڈن۔

ع ۵۱۹۲ ۔ منکہ بشیر احمد ولد غلام احمد قوم جٹ مہار پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن چندر کے منگولے ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ ۱۲/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد پندرہ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ بشیر احمد سپاہی ع ۹۲۶۹ کوئٹہ آرسنل۔ گواہ شد:۔ مختار احمد ایاز امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:۔ محمد اسحاق عابد سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد:۔ بشیر احمد ایم اے۔ جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

ع ۵۱۸۷ ۔ منکہ عنایت بیگم زوجہ شیخ مبارک علی صاحب قوم ککے زئی عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن تھہ غلام نبی حال کمپالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۵/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا مہر پانچ سو روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۸ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر بوقت وفات میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر حصہ وصیت کردہ کی کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ حصہ وصیت کردہ سے وہ رقم منہا کردی جائے گی۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا عنایت بیگم۔ گواہ شد مبارک علی خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد یاسین بقلم خود۔

ع ۵۱۳۶ ۔ منکہ چودھری بابو خاں ولد چودھری فتح خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ زراعت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت مارچ ۲۹ء ساکن جنڈیالہ سوہنے خاں ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۸/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت بندہ کی غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) قطعہ زمین چھ کنال (۲) قطعہ زمین چار کنال (۳) قطعہ زمین ۳ کنال ۱۵ مرلہ (۴) قطعہ زمین ۲ کنال ۱۵ مرلہ (۵) قطعہ زمین ۱۷ مرلہ (۶) قطعہ زمین ۴ کنال ۱۷ مرلہ (۷) قطعہ زمین پانچ کنال (۸) قطعہ زمین ۳ کنال ۱۷ مرلہ کل زمین ۲۹ کنال ۱ مرلہ چاہی ہے۔ جسکی قیمت اوسطاً ۴۰ روپے فی کنال کے حساب سے ایک ہزار ایک صد بائیس روپے بنتے ہیں۔ نیز ایک مکان خام رقبہ چھ مرلہ قیمتی تقریباً ۱۲۰ روپے ایک حویلی خام ۱۸ مرلے قیمتی چار صد روپیہ۔ کل جائیداد کی مالیت قریباً ایک ہزار چھ صد بیالیس روپے ہوتی ہے۔ اور میرے ذمہ مختلف اشخاص کا قرضہ ہے۔ جس کی کل میزان ایک ہزار تین سو تین روپے ہوتی ہے۔ لہٰذا میں اپنی بقیہ جائیداد مبلغ ۳۳۹ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ نقد ۳۴ روپے صرف اپنی زندگی میں ہی داخل کرادوں گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ اس زمین کی آمد پر ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ اور نہ ہی کوئی آمد ہے۔ نیز بوقت وفات اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان رہے گی۔

العبد بابو خاں بقلم خود۔ گواہ شد محمد الدین سکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ بنگہ۔ گواہ شد قدرت اللہ سکرٹری وصایا انجمن احمدیہ بنگہ۔

ع ۵۱۹۳ ۔ منکہ رفیقہ بیگم زوجہ چودھری غلام اللہ صاحب قوم جٹ باجوہ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۵ ع.2.L محمود پور ضلع منٹگمری حال پراسپیکٹ کاٹیج چکر بالو گنج شملہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۸/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زیورات طلائی۔ ۱۲ روزن ۴ تولہ قیمتی -/-/۱۴۵ روپے
(۲) آویزے ایک جوڑی قیمتی -/-/۳۰ روپے
(۳) آویزہ شکستہ قیمتی -/-/۵ روپے
(۴) انگوٹھیاں دو عدد قیمتی -/-/۲۷ روپے
(۵) ساڑھی پن قیمتی -/-/۳۰ روپے

بس کل زیورات کی قیمت مبلغ دو صد سینتیس روپے ہے۔

(۲) گھڑی قیمتی -/-/۴۵ روپے (۳) میرا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو میرے شوہر چودھری غلام اللہ صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے میں اپنی اس جائیداد قیمتی مبلغ بارہ صد بیاسی روپیہ جس کی تفصیل اوپر دی گئی ہے کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی جو میری جائیداد بوقت وفات ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۵ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔

الامۃ۔ رفیقہ بیگم۔ گواہ شد:۔ مشتاق احمد حسن منزل دارالفضل قادیان حال وارد شملہ۔ گواہ شد:۔ غلام اللہ خاوند موصیہ ریلوے بورڈ شملہ

ع ۵۱۹۷ ۔ منکہ شوکت سلطان زوجہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب قوم سید عمر ۱۵ سال تاریخ بیعت ۶ ۶/۳۸ ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴ ۸/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میں اپنی جائیداد اور اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتی ہوں۔ (۲) میرا مہر میرا خاوند کئی سال ہوئے ادا کر چکا ہے۔ جس سے میں نے دہلی میں ایک مکان خرید ا ہے۔ اور یہ مکان میری ملکیت ہے۔

(۳) میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(الف) ایک مکان دہلی کوچہ چیلاں میں جسکی قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ اور اس کا کرایہ عـہ روپے ماہوار آتا ہے۔

(ب) پورب میں موضع سراؤں ضلع آرہ میں میرا ایک حصہ گاؤں میں میرے سب رشتہ داروں کے ساتھ مشترکہ ہے۔ جس کی آمدنی پچیس روپے سالانہ کے قریب ہے۔ یعنی عـ۲ روپے ماہوار اور قیمت اس زمین کی قریباً -/-/۲۵۰ روپے ہوگی۔ بشرطیکہ فروخت ہو سکے۔

(ج) زیور جو اس وقت میرے پاس موجود ہے حسب ذیل ہے:۔ (۱) چنپاکلی دو عدد (۲) جڑاؤ پتے بالی ایک جوڑہ (۳) چوڑیاں چار عدد (۴) لوگریاں ایک جوڑہ۔ کل قیمت اندازاً تین صد روپیہ۔

(د) نقد جو میں نے حج کے سفر کے لئے رکھا ہوا ہے۔ نوصد روپیہ ہے۔ ان سب کا دسواں حصہ جو میری وفات کے وقت موجود ہو۔ صدر انجمن کے لئے وصیت کرتی ہوں۔ اور جو آمدنی ہوتی ہے۔ اس کا دسواں حصہ بھی بمطابق آمد ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ۔ اور اس کے علاوہ جو بھی میرے مرنے پر میری ملکیت ثابت ہو۔ اس کا دسواں حصہ بھی وصیت کرتی ہوں۔

الامتہ:۔ شوکت سلطان موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مرزا محمد شفیع پنشنر بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد اسماعیل خاوند موصیہ۔

۵۱۹۵ ۔ منکہ مستری شیر محمد ولد اللہ دتا قوم ترکھان عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۲۷ء ساکن جدالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ $\frac{۸}{۳۸}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے دو مکان خام واقع موضع مذکورہ بالا جو کہ ایک سکونتی و ایک برائے دکان ہے۔ جس میں ہم تینوں بھائی حصہ دار ہیں۔ میں اپنے ہر دو مکانات کے تیسرے حصہ کا مالک ہوں۔ جس کی قیمت دو سو روپیہ بنتی ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ بذریعہ پیشہ ترکھانہ حاصل کرتا ہوں۔ اس کا اندازہ مبلغ بیس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:۔ مستری شیر محمد حال احمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ بنی سر روڈ سندھ۔ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ حیات محمد برادر حقیقی موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ سید علی اصغر موصی ع ۲۴۶۱۔

۵۱۹۴ ۔ منکہ حیات محمد ولد اللہ دتا قوم ترکھان عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۲۷ء ساکن جدالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ $\frac{۸}{۳۸}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے دو مکان خام واقع موضع مذکورہ بالا جو کہ ایک سکونتی و ایک برائے دکان ہے۔ جس میں ہم تینوں بھائی برابر کے حصہ دار ہیں۔ میں اپنے ہر دو مکانات کے تیسرے حصہ کا مالک ہوں۔ جس کی قیمت مبلغ -/-/۲۰۰ روپیہ بنتی ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ بذریعہ پیشہ ترکھانہ حاصل کرتا ہوں۔ اور اس کا اندازہ مبلغ بیس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم اپنی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ حیات محمد احمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ بنی سر روڈ سندھ۔ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ شیر محمد برادر موصی۔ گواہ شد:۔ سید علی اصغر موصی ع ۲۴۶۱۔

۵۱۹۰ ۔ منکہ حسن بی بی زوجہ خان اقبال محمد خاں قوم پٹھان عمر چالیس سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۱۴ء ساکن جالندھر شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ $\frac{۷}{۳۸}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

زیورات طلائی چھبکل $\frac{1}{2}$ تولہ نتھ $\frac{1}{2}$ ۱ تولہ ٹبن $\frac{1}{2}$ ۱ تولہ انعام ایک تولہ لونگ $\frac{1}{2}$ تولہ مچھلی $\frac{1}{2}$ تولہ جہانگیری ۱۲ تولہ قیمتی اندازاً -/-/۶۰۰ روپے وزیورات چاندی پازیب ۳۱۲ تولہ بانک ۳۲ تولہ قیمتی اندازاً انتیس روپے یعنی کل چھ سو انتیس روپے کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر اگر کوئی جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ پانچ ہزار روپیہ میرا حق مہر تھا۔ جو میں نے اپنے خاوند کو دسمبر ۱۹۱۳ء میں ہی بخش دیا تھا۔

الامتہ۔ نشان انگوٹھا حسن بی بی۔ گواہ شد اقبال محمد خاں بقلم خود خاوند موصیہ۔ محکمہ آبپاشی ہوا الہ آباد حال رخصتی چوک قادے شاہ جالندھر شہر۔ گواہ شد:۔ نذر محمد خاں بقلم خود چوک قادے شاہ جالندھر شہر۔

۵۱۷۴ ۔ منکہ حبیب خانم زوجہ مولوی محمد اسماعیل صاحب ذبیح قوم افغان عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ $\frac{۷}{۳۸}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد چند ایک زیور بتفصیل ذیل ہیں:۔

گلوبند طلائی وزنی اڑھائی تولہ	-/۸/۸۷
کڑے " " " "	-/۸/۸۷
کانٹے طلائی ایک تولہ بقیمت	-/-/۳۵
جگنی (ٹکہ) نصف تولہ	-/۸/۱۷
انگوٹھی	-/-/۵
مہر بذمہ خاوند واجب الادا	-/-/۳۰۰
کل	-/۸/۵۳۲

میرے مرنے کے بعد اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو اس رقم کو حصہ وصیت جائیداد بالا سے منہا کر دیا جاوے۔ نیز اگر مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ منقولہ یا غیر منقولہ طور پر میری کوئی دوسری جائیداد بھی ثابت ہو۔ تو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ:۔ حبیب خانم۔ گواہ شد محمد اسماعیل ذبیح خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبداللہ افغان والد موصیہ۔

(بقیہ صفحہ ۱ کالم ۳)

پر ہے۔ جھوٹ کے خلاف اس قدر احساس ہونا چاہیئے۔ اور اگر کسی وقت واقفین زندگی میں سے کسی سے کوئی جھوٹ سرزد ہو۔ تو اسے خود آ کر کہنا چاہیئے۔ کہ میرا وقف منسوخ کر دیں۔ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ اور پھر اسکی سزا برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ واقفین زندگی کو یہی کیرکٹر جماعت احمدیہ میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

شکریہ احباب و معذرت

چونکہ ۲۸ اگست ۱۹۳۸ء کو میرا بیٹا حمید اللہ فوت ہوا تھا۔ اسکی تعزیت کے میرے احمدی اور غیر احمدی دوستوں کی طرف سے اتنے خطوط آئے ہیں۔ کہ جن کے جوابات میں اپنی بیماری کی معذوری کے باعث فرداً فرداً دینے سے قاصر ہوں۔ لہذا بذریعہ اخبار فاروق سب احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ طالب دعا۔ ابوعبید اللہ حافظ غلام رسول وزیر آبادی از قادیان۔

(بقیہ دارالامان کی خبریں ص۱ کالم اول

میں ایک لڑکا مستری محمد اسماعیل صدیقی ہے۔ اور مرحوم کی بیوہ۔ خدا تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے مرحوم عام قبرستان میں بوجہ موصی نہ ہونے کے دفن کئے گئے۔ نماز جنازہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔

(۵) محترم حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن ریٹائرڈ کی اہلیہ صاحبہ ثانی ایام زیر اشاعت میں بیمار ہوئیں۔ ۱۸ ستمبر کو ان کی طبیعت زیادہ ناساز رہی۔ اور خطرناک حالت ہو گئی۔ احباب انکی صحت کے لئے نیز خود ڈاکٹر صاحب موصوف کی درازی عمر و صحت کے لئے دعا فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

—— سندھ میں مسلم لیگ کی خالص وزارت کے قیام کے امکانات روز بروز ترقی کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے کانگرسی اور مہاسبھائی ہندو بہت بے چین ہو رہے ہیں۔

—— یورپ میں متوقع جنگ کی خبروں کی وجہ سے شمالی ہندوستان کی منڈیوں میں گندم کا نرخ بڑھ گیا ہے۔

—— ریاست کشمیر میں سول نافرمانی بدستور جاری ہے۔ متعدد ذمہ وار لیڈر گرفتار و سزایاب ہو چکے ہیں۔ سول نافرمانی کے سلسلہ میں گرفتار ہونے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔ کہ اب جیلخانوں میں ان کے لئے جگہ نہیں رہی۔ اسیئے اخلاقی قیدیوں کو رہا کیا جا رہا ہے۔ دیگر ذرائع سے بھی کشمیر گورنمنٹ حقوق طلب پبلک پر تشدد کر رہی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۴ر ستمبر۔ حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ پندرہ دن تک چار گورہ پلٹنیں عازم انگلستان ہو جائینگی

—— آج کل یورپ میں عالمگیر جنگ شروع ہونے کے زبردست امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ بظاہر چیکوسلواکیہ کا مسئلہ ہے۔ وہاں کی جرمن اقلیت اندرونی طور پر حکومت خود اختیاری مانگتی ہے۔ جرمن کی نازی حکومت اسکی زبردست تائید کر رہی ہے۔ دوسری طرف فرانس۔ روس۔ اور برطانیہ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر حکومت جرمنی نے چیکوسلواکیہ پر حملہ کیا۔ تو وہ اسکی جرمنی کے خلاف امداد کریں گے۔ تمام حکومتیں زبردست جنگی تیاریاں کر رہی ہیں۔ اس وقت یورپ کا امن ایک تودۂ بارود کی مانند ہے۔ جو صرف ایک چنگاری سے بھک کی طرح اُڑ سکتا ہے۔

—— نورمبرگ۔ ۱۳ر نومبر آج ہر ہٹلر نے وہ تقریر کی۔ جس کا کئی روز سے انتظار تھا۔ اس تقریر میں اس نے کہا۔ کہ جرمنی کی مغربی سرحد کے قلعے دنیا کے مستحکم ترین قلعے ہیں۔ اس آہن و سنگ کی فصیل کے عقب جرمن فوج مسلح کھڑی ہے۔

—— علاوہ ازیں اس نے کہا۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت چیکوسلواکیہ میں جرمنی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کو نہیں روک سکتی۔ چیکوسلواکیہ کے جرمن اعراب فلسطین کی طرح بے یار و مددگار نہیں۔ بلکہ تمام مسلح جرمن قوم ان کی حمایت پر ہے۔

—— ہر ہٹلر نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ اٹلی اور جرمنی نے نیا جنم لیا ہے۔ ممکن ہے۔ ان سے کوئی شخص محبت نہ کرے۔ لیکن اب انہیں کوئی مٹا نہیں سکتا۔

—— نورمبرگ۔ ہر ہٹلر کی تقریر کے بعد سوڈیٹن جرمنوں نے چیک افسروں اور سرکاری عمارات پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ کئی ڈاکخانہ اور پولیس اسٹیشنوں پر قبضہ کر لیا۔ حکومت نے اس کے جواب میں مارشل لا نافذ کر دیا ہے۔

—— ایک خبر مظہر ہے۔ کہ سوڈیٹن جرمنوں اور چیک فوج کے درمیان خوفناک باضابطہ جنگ جاری ہو گئی ہے۔ سوڈیٹن جرمنوں نے سخت مقابلہ کے بعد ایک پولیس اسٹیشن اور سامانِ حرب کے ذخیرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— لاہور ۱۴ر ستمبر۔ لاہور کے ایک متمول گھرانے کے نوجوان جوگندر پال (عمر اٹھارہ سال) کے خلاف قبضہ میں ایک کارآمد اور خطرناک بم رکھنے کے الزام میں سردار عبد الصمد سٹی مجسٹریٹ نے قانون مادہ ہائے آتشگیر کے ماتحت مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ عدالت نے ملزم کو دو سال قید سخت کا حکم سنایا۔ لیکن ملزم کمسن ہونے کے لحاظ سے پوسٹل انسٹیٹیوٹ میں رکھا جائے گا۔ عدالت نے مزید سفارش کی ہے۔ کہ چونکہ ملزم متمول گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اسے بہتر کلاس میں رکھا جائے۔

—— ٹوکیو ۱۴ر ستمبر۔ جاپان کے دفتر معاملات خارجہ کے ایک افسر نے ایک بیان کے دوران میں کہا۔ کہ جاپان۔ جرمن اور اٹلی کا ساتھ دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

—— پیرس۔ ۱۴ر ستمبر۔ فرانس میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ جنگ کا خطرہ ۱۹۱۴ء سے اب تک کبھی اتنا نہیں تھا۔ جتنا آج کل ہے فرانس کا خیال ہے۔ کہ سوڈیٹن جرمنوں نے نزیک گورنمنٹ کو "الٹی میٹم" دینے کا فیصلہ ہر ہٹلر کی منظوری کے بغیر نہ کیا ہوگا۔ اندریں حالات صورت معاملہ بڑی سنجیدہ ہے۔ انہی حالات کے پیشِ نظر وزارت جنگ اس بات کے لئے تیار ہے۔ کہ وہ فرانس کی فوج کے بیس لاکھ آدمیوں کو جمع ہونے کا حکم دے۔

—— روما ۱۴ر ستمبر۔ یہاں اس خیال کا عام طور پر اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ اٹلی صلح چاہتا ہے۔ لیکن جنگ کی حالت میں وہ جرمن کا ساتھ دیگا۔

—— بمبئی ۹ر ستمبر۔ بمبئی گورنمنٹ نے پولیس افسروں کو ہدایات جاری کی ہیں۔ کہ جب وہ مقدمات کی تفتیش کے لئے دورہ پر جائیں۔ تو جن سے کھانے پینے کی جو چیزیں لیں۔ ان کی باقاعدہ قیمت ادا کریں۔ اور جس شخص سے یہ چیزیں لیں۔ ان کی قیمت ادا کر کے باقاعدہ رسید لیں۔

—— بمبئی ۱۳ر ستمبر۔ بمبئی گورنمنٹ اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کی تجویز کر رہی ہے۔ جس کی رو سے اخبارات وغیرہ میں شراب کے اشتہارات کی ممانعت کر دی جائیگی۔

—— مردان ۱۲ر ستمبر۔ انجمن بے روزگاران صوبہ سرحد پشاور کی ورکنگ کمیٹی نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا ہے:۔

"یہ اجلاس وزارت سرحد و ممبران سرحدی اسمبلی سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ بنگال کی حق وزارت کی طرح صوبہ سرحد میں بھی ایسا قانون مرتب کرے۔ کہ پچپن سالہ ملازم کو ملازمت سے برطرف کر دیا جائے۔ تاکہ دیگر بے روزگاروں کو بھی ملازمت کا موقعہ ملے۔"

بتیس ۳۲ انچ کا آدمی

الہ آباد میں ایک باپ بیٹی وارد ہوئے ہیں۔ باپ حاجی کلی کے نام سے مشہور ہے۔ اور بیٹی کو مس منی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ والد بزرگوار کا قد بتیس انچ یعنی ایک گز سے ۴ انچ کم اور بیٹی کا اپنے باپ سے آدھ انچ کم ہے۔

ایک قابل تعریف تحریک

بمبئی میونسپل کمیٹی میں ایک ریزولیوشن زیر بحث ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ جب کبھی کوئی شخص کمیٹی کے دفتر میں کسی میونسپل ملازم کو سرکاری کام کے لئے ملنے آئے۔ تو میونسپل ملازم کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو جائے۔ اس سے مصافحہ کرے۔ اسے کرسی پیش کرے۔ اور جب رخصت ہو۔ تو پھر اس سے مصافحہ کرے۔

پنجابی اور کشمیری طلباء میں فساد

—— سری نگر ۱۶ر ستمبر۔ آج پرتاب کالج میں فساد رونما ہو گیا۔ جس میں ۲۵ طلباء زخمی ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ فساد ایک کشمیری اور ایک پنجابی طالب علم کے مابین ایک معمولی سی بات پر ہوا۔ آج صبح معاملہ نے نازک صورت اختیار کر لی۔ اور پنجابی اور کشمیری طلباء میں آزادانہ لڑائی ہوئی۔ جس کے دوران میں طرفین نے ایک دوسرے پر سنگباری کی۔ کالج کے بورڈنگ ہاؤس پر جہاں طلباء پناہ گزیں ہوئے تھے۔ حملہ کیا گیا۔ جس کے دوران میں کھڑکیاں اور دروازے توڑ ڈالے گئے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ اور اس نے امن و سکون بحال کیا۔ کالج چار روز کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

—— لاہور۔ ۱۴ر ستمبر۔ سردار دریام سنگھ جتھے دار شرومنی اکالی دربار نے بٹالہ کے سکھ ووٹران پنجاب اسمبلی کے نام ایک کھلی چٹھی ارسال کی ہے۔ کہ ذات پات گورو صاحب کی تعلیم کے سراسر منافی ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے۔ کہ آپ سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ سے مطالبہ

امرت بوٹی رجسٹری شدہ سرکار ہندوستان
ہر قسم کی

تمام مردانہ کمزوریوں اور بداعتدالیوں کو دور کر کے غضب کی قوت مردانہ پیدا کر دیتی ہے۔ علاوہ ازیں دھانت جریان۔ کثرت احتلام۔ سرعت۔ کمزوری مثانہ۔ ذیابیطس۔ کمی خون۔ جیسی نامراد بیماریوں کو دور کر کے کامل مرد بنا دیتی ہے۔ چند ہی روز کے بعد جسم میں ایک خاص قوت محسوس ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ۵۰ گولی ۸ر ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش ۱۲ر

پائیریا ماسخورہ

اگر آپ دانتوں کی یا مسوڑھوں کی کسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ تو پائیریا بکس مکمل طلب فرماویں بکس کلاں ۸ر بکس خورد ۴ر۔ بکس کلاں دو ماہ کے لئے بکس خورد ایک ماہ کے لئے کافی ہوگا۔

ملنے کا پتہ
مینیجر احمدیہ یونانی فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ
پنجاب